

U 54471

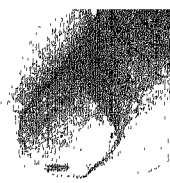
Title - Khuraya, Meer Dard Deewan Hineel
creator - Khuraya Meer Dard.

Publisher - Motba Nafaul uloom.

Date - Not Available.

Pages - 96

Subjects - Urdu Shauqsi - Dars-e-Uloom.



خدا آفرینیا بمضان و نگار گشت
بنفشه ی سخنین سخنین



مجمع نجم العلوم کا نام ہے
طبع پورے

۸۹۱۶۱۶۱

۲۵ ۲۷ ۲۸

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U54471

نقد و غریبات بسم اللہ الرحمن الرحیم نقد و غریبات

<p>مقد و مہین کہتے ہیں صفوں کی رقم کا اوس سندھوت پہ ہے تے ہیں ترے سایہ میں بیچ و پیر ہر خوف اگر جی میں تو ہر تیر کی غصہ ہے</p>	<p>حقاکہ خداوند ہی تو بوج و تسلیم کہ کیا تاب گذر ہوئے تغزل کے قد آباد جو تجھے ہی تو دل میں بہر سنا ہوتا</p>
--	---

<p>مانند جباب آئندہ تو اے درو کو کسلی تھی کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا</p>	
---	--

<p>ماہیوں کو روٹن کرتا ہے نور تیرا یہ تھا کہا تو اسکان سب ہوئے باہر نہ آسکے تو قید خودی ہوئے ہر حدیہ گاہ تیرا کیا غیب کیا شہاد جہانمندانہ ہمارا دل تو کس طرح بیان</p>	<p>اعیان ہیں مٹا ہم ہوں نون ولی ہوئے اے عقل بے حقیقت یوں بھی شہوت جی میں سمار باہر از بس غروریت</p>
---	---



اور درویش بنیاد بر سر سوکال اوسکا
نقصان گر تو دیکھے تو ہے قصور تیرا



ہم سبھی مہمان تھو وان تھی صاحبِ تہا
خواب تھا جو کچھ کہہ کیا جو سنا افسانہ تھا
آشنا اپنا ہی وان اکسبہ لکھ گیا تھا
لوہ ولی خالی کہ تیرا خاص خلوتی نہ تھا

را در تھکا یا کعبہ یا تنجانہ تھا
ای نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت تھا
یہ کتہ بنیں ہو اگلے از تاراج خرابی
و کیا سما کیجے راسی گشت سوئے آہ



بہل جا خوش رہو عیبت وہ سابقہ تیا کر
ورویہ مذکور کیا ہی آشنا تھا یا نہ تھا



بھرا دے منہ سے سنا اور کلامی کا
خراپہ تیرا سب کچھ میں جو عجابی کا
فلک کا گونہ کیا کہ چھپتا آشتابی کا
یہ لکھتا نہ تھا ضدہ زنی ہی خرابی کا
میں سے ہی پیدا عیب او کی بدگالی کا

و غنوشی کی کیا دل کی رند شری کا
پیر پر گزشتہ دل بودہ پردہ کا چپا ہے
مراد برقی کی سی نہیں یار گشت تھی
انیا در دل جا کون سے تیرا دل تھی
سرخ دیکھا تو سدا کی کہ نہیں قایل



زما کی نہ دیکھی جبرہ زری و رو کیہ تو ہے
ملا یا مثل مینا خاک میں خون ہر شرابی کا



جی نہ ہو یار ہی جھکوا و دے دیکھتے
تو ہی میر نہیں ہر کے نظر دیکھتے
اور تو یہ ان کچھ تھا ایک گرو دیکھتا
کتے ہو کس کی تہ کہ تیرا دہر دیکھتا

کیا یا بچہ میں میرا حکم دیکھتا
رو بہ خورشید رونت ہم دے سائے
سو ہی نہ تو کوئی دم دیکھتے کا افسانہ
رو فایہ کیجے اوسکا جو واقعت نہو

مشق شتر زنگ شیم ہستی بی بودی
دیکھ نہ سکنا او سے ملک جی مدبر دیکھنا

فائدہ دل کا اثر دیکھ لیا دور و بس
جی میں نہ رہ جاے کچھ بھی کر دیکھنا

اکسیر پر محو تنہا نہ کرنا
کب دل ملو کیا ہم غم دور کے کملک
ایسا سو نہ آوے کچھ دل کی تپانہ یہ
تو اپنی باتوں آپ ہی چرتا ہے تفرقہ

ہم جانتے نہیں ہیں اور دیکھ کر کعبہ
جید پر علی وہ اسرو او دہر نما کرنا

مشق کمین جو ہم سے ہوا کام گیا
یار بیڑی ہر ایک کوئی گمان سر گیا
ساقی مرے ہی دل کی طرف گنگا گاہ
سویا روز عشق نہ دی آگ پر سنوڑ
ہم کب کے چل بس تو پراں شردہ وصال
دلت سے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے

از بس کہ پہنے حرف دولی کا اوٹھا دیا
ای دور و اپنے وقت میں ابھام رگ گیا

جگہ میں اگر ادھر او دہر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی
تو ہی آیا نظر جد ہر دیکھا
بس حرف تو نے آنکھ پر دیکھا

آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

تار فریاد اور زار سے
اون لبوں نے نہ کی میجائی



زور عاشق مزاج سے کوئی
ورود کو قصہ مختصر دیکھا



زندگی کا اوسکو جو دم تھا دم شمشیر تھا
جب تک پہنچی ہو پھر راکہ کا یاں پیر تھا
انچو پو پور سے پر جو گدا تھا شیر تھا
امن محرابین ورنہ ہمد کب گمیر تھا

عاشق بیدل تریاں تکتے ہی ہو سیتھا
تو توفیق تا شیر آہ آتش نے اسکو ہی
روح کوئی ہو دو بیاز یا لب جزبان
دشک نے میری ملائی تھی ہی دریا کا

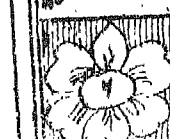


شیخ کعبہ ہو کے پوچھا تم کشت دل بین ہو
ورود منزل ایک تھی مکہ ہی کا پیر تھا

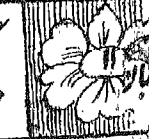


جیت تک ہو سے آپ ہی کام آیا
بیوفائی نے ترے شلبھایا
اس محبت نے جی بہت کھایا
جو مہین دوستی نے دکھ لایا

میرا نام بیان جسے جو کہ ٹھہرایا
میرج کچھ اچھب گیا تھا دل
جو کب تک کوئی پیسے جاوے
جکے مہنی نے سنا سووے گا



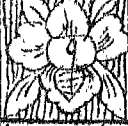
ہم نہ کہتے تھے منہ نہ چڑھ اوسکے
ورود کچھ عشق کا مزا یا یا



تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہا
میری یاد تجھ کو دلاتا رہا
میں ہو چکا تھا جب تک نہ آتا رہا

دل کہہ یوں ہی یہ دل ستا رہا
حاجت جاتا ہوں دکن تری بہت رہا
در کی سے ترے دل کو لے تو چلا رہا

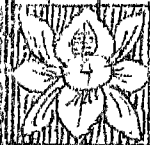
جفا سے غرض پہچان و فاجہ ہے
تفس میں کوئی تفسیر ہی مصفیہ و
تو کہ کب تک آزماتا رہیگا
خبر گل کی بہک سنا تا رہیگا



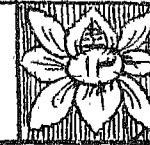
خفا ہو کے ای ورو مر تو چلا تو
کہاں تک غم اپنا چیا تا رہیگا



جے میں ہے سیر عدم کیجیے گا
مورد قمر تو یان ہم ہی ہیں
سخت بیباک ہے یہ خانہ شوق
لک ہی گردوں نے اگر فرصت ہی
گرنے اشک سے مانند شراب
سینہ دل کے شیریں انگوں سے
قصہ سے قطع بطورستان
لہر جب آوگی جی میں جون برق
لیک بیگ خنق سے رم کیجیے گا
اور کس سیر یہ کرم کیجیے گا
اسنے ہاتھوں کو تسمیہ کیجیے گا
عیش کو کشتہ غم کیجیے گا
آب و آتش کو بہرہ کیجیے گا
رشک گلزار رم کیجیے گا
عرصہ دیر و غم کیجیے گا
راہ طے اک دوش رم کیجیے گا



شدت مہربان دل سے آہ
ور و کس طرح سے کم کیجیے گا



ہم نے کس ات نالہ سر نہ کیا
سب کے مان تم ہو کر م فرما
کیوں ہو میں تانتے بندہ نواز
کتنے بندوں کو جان سے کھوایا
پرا و سے آہ کچھ اثر نہ کیا
اس عروت کو کھو گزرتے نہ کیا
سینہ کسوت میں سپر نہ کیا
کچھ خدا کا بھی تو نے ڈر نہ کیا
نہ کیا رم تو نے پر نہ کیا
دیکھنے کو رہے ترستے ہم

آپ سے ہم گزرتے گریب کے
کوئی دل ہو وہ کہ جسمیں آہ
تجہ سے ظالم کے سامنے آیا

کیا ہے ظاہر میں گو سفر نہ کیا
خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا
جان کا میں نے کچھ خطہ نہ کیا



ب کے جو ہر ہنر میں آنے ورو
بے ہنر تو نے کچھ ہنر نہ کیا



قتل عاشق کسی معشوق ہو کہ نہ تھا
رات مجلس میں تری جس کشتہ کو
دگر میرا وہ کہتا تھا صریحاً کیوں
بہ جو کہ پہ پہاں نہ تھا آدم کے
بہرہ و شرم کی تری بیان نہیں کر گیا
بہ لادہ چنانچہ میں تیری مائتوں

پر تر سے عہد ہوا کے تو یہ دستور نہ تھا
شمع کے گھٹہ پہ جو دیکھا تو کہیں اور نہ تھا
میں ہو پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا
وہاں ہو چکا کہ زشتی کا بھی قدور نہ تھا
سوئی بھی داغ تھا سینے میں کہ نہ تھا
دل نہ تھا کوئی کہ شیشی کی طرح چور نہ تھا



ورو کے مٹی سے اچا یا پیرا کیوں مانا
دیکھو کہ اور سوادید کے منظور نہ تھا



جب میں کوئی نہ تھک نہ ہوا
اوسے قصداً بھی مگر نا کے کو
دیکھو غم سے ایکے جی میرا
دل زمانے کے ماتہ سے سالم
حال مجھ غمزدے کا حبس میں نے
دل کے پہر زخم تازی ہوتے ہیں

کہ نہ ہفتی میں رو دیا ہو گا
نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا
نہ بچے گا بچے گا کیا ہو گا
کوئی ہو گا کہ رہ گیا ہو گا
جب سنا ہو گا رو دیا ہو گا
کہیں غنچہ کوئی کہ سلا ہو گا

یک بیک نام نے اٹھا میرا	جے میں کیا اوکے آگیا ہوگا
میرے نالوں پہ کوئی دنیا میں	بن کیے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اسکو اثر خدا جانے	نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا
قتل سے میرے وہ جبار رہا	کسی بد خواہ نے گھسا ہوگا

دل بھی اسے درد قطرہ خون تھا	آئسو درون میں کہ سین گرا ہوگا
-----------------------------	-------------------------------

تو اپنے دل سے غم کی نفی نہ کھوگا	میں چاہوں اور کو تو یہ مجھے نہ ہوگا
رکتا ہوں اسطرح سیدار میں کہ رات	ہمسایہ میرے نالوں کی دولت نہ ہوگا
گو نالہ نارسا ہو نہواہ میں اثر	میں نے تو درگزر نہ کی جو تجھ سے ہوگا
دشت عدم میں کچھ کھانڈ کا جی کا	کچھ جہان میں کھول کے دل نہ ہوگا

جون شمع روتے روتے ہی گزری تمام شب	تو بھی تو جو درد داغ حکم میں نہ دہوگا
-----------------------------------	---------------------------------------

انرا زوہی سمجھی مری دل کی ہ کا	زخمی جو کوئی ہوا ہو سکی کا
زادہ کو چھنے دیکھ لیا جون نگین بگیں	روشن ہوا ہو نام تو اس سر کا
ہر چند فسق میں تو ہزاروں ہیں زندین	لیکن عجب ہر اے فقط دل کی
میکر لڑائی ہو تا بہ ابہ ایک آن ہے	گر در میان حساب نہو سال کا
رحمت قدم نہ بچ کرے کرتی وادہر	یار بے یار کون پہ تو ہمارے گناہ کا
دل و سثرہ سے رکھو نہ تو چشم راتے	ای بغیر ہر اے یہ فرقہ سیاہ کا
شاہ و گدا سے اپڑتین کام نہ نہیں	نے تاج کی ہوس نہ ارادہ کاہ کا

سوراب دیکھی تیرے تری ہونے بیان
تس پر ہی نہت غور دینی لسن نیاہ کا



ای در و چوڑا مہی نہیں مجھ کو جذب عشق
کچھ کر با سے پس نہ چلے برگ کاہ کا



کسی نظر کی جریر بہیا رہو گیا
عاشق تری گل میں کمی بار ہو گیا
گہوار کے اپنی زینت سے بڑا ہو گیا
دل کی طیش کے آگے میں ناچار ہو گیا
نامہ مرا تو چھوٹے ہی بار ہو گیا

دل کسی چشم مست کا شہ پار ہو گیا
کچھ خبر تجھ کو یہ کہ ادا دہ کر ادا کو
بھیجا تھا خضر آگے مری کہاں اکیدم
جاک جاک تو سیکر مون خاطر میں کچھ تو
کھینکے کہو دون میں نہ تیری صدا برس



ای درد ہم سے یا رہا آب تو سلوک میں
خط زخیم دل کو مرعسم رنگار ہو گیا



منہ سے ہی اس جہان سے آخر سفر گیا
ای شمع اوں بتوں زمرہ دل میں لگ گیا
ای نالہ واہ خوب ہی تو نے اڑ گیا
شرمندہ تیرے آگے ہمیں اکو شر گیا
سینہ سے تب خدنگ نہ تری لڑ گیا

تسے تو ایک دن ہی نہ اید پر گند گیا
خینکے سب سے دیر کو تونی کیا خراب
تیرے سب سے اور ہی مجھ پر غضب ہوا
کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی
پیکان دل کے ساتھ ہوا جب خون



روتا ہوں گرم جوشی یا دکر کے درو
آتش نے مجھ کو شمع کے مانند تر کیا



تو گھر سے پہلا شتاب نکلا
دل مجھے تھے سو کیا بھلا

شب گزری آو افتاب نکلا
ای آتش عشق مجھ کو ہم بیان

ایہ ہسر کو جو مسکر کے دیکھا
کچھ توجہ سے حجاب نکلا
پر دل سے نہ اضطراب نکلا

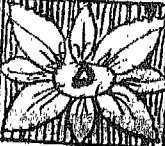


سینا نہ عشق میں تو اسے ورد
جہہ سانہ کوئے خراب نکلا



معلوم نہیں اسکا ارادہ ہو کدیر کا
کراچی وہیں سی ہی تو دولت اپنی کہ کا
دیکھا نہ کسی سر کو نہ بارش سر کا
سوتا نہ اگر چشمہ سے دیدہ تر کا

مانند فلک دل متوطن ہو سفر کا
جون چاہیے اس طرح بیان ہو گا
آزاد کیسی بھی اوشٹاے نہیں منت
بے خون جگر داغ تو رہا ہی ہر تھی



کسار پر ہر شک یہ کستا تھا بیکار کے
ای دور و مقر ہوں تری نالوں کی شرکا



کوئی دم کو ہم بھی ہوئے ہیں ہوا
بہ سکے کب سے نقش بوریہ
جون زبان شمع گم تھا دعا
ہستے موبوم کا پاؤں افسترا

صبر جانگ بات کی بات ای صبا
لے نہ جاوے حریف ہل فقر کو
رات جب ہو چا بین اور کی بود
کھل گیا جو کہ تھا اسے نیسی



ورو میری تیرہ بھئی کے تملین
دہونڈھو ہمسایہ فضل ہما



نہ اندیشہ ہر شادی کا تجور فکری غم کا
بازیر ساز میں ہو گیا جوتہ رزیر اویم کا
کہ ہر یکہ وقت ہر اس چین میں نکل ماکم کا

کھلا دروازہ چکرول پہ از بیل رعایا کا
بند و بست سب ہوا رہن یان ہی نظروں کا
گشتان جہان کا دید کیجو چشم عبرت سے

چین باغبان ہی صبح کو کھڑی تھی یہ بیل

گلزار گنبد پر یوں چڑھتی ہو دیدہ دیکھنے کا



نہیں نذر کشاں و رو بہ گز اپنی مجلس میں
کبوتر کوچہ ذکر آیا ہی تو ابراہیم اوہم کا



بس ہجوم یاس ہے کبریا کیا
پر وہ کیا کچھ ہے کہ جی کو بہا گیا
جے میں یہ کسکا تصور گنبد
پر مری نظروں کی ڈھب ہی پا گیا
غم ترا کتنے کھلے کھا گیا

سینہ دل حشر توں ہی ہوا گیا
تجہ سے کچھ دیکھنا نہ سننے جز حفا
کمل نہیں سکتی ہیں ایا نگہیں
میں تو کچھ غا بر نہ کی تھی دل کی بات
پی گئی کشتوں کا رہو پیر سے یاد



سے گئی تھی اوسکے جے سے کچھ جھبک
ورو کچھ کبک کے تو چرنا گیا



پر منہ پر اس طرف نہ کیا اوستے جو گیا
اسی چشم اٹھایا یہ کیا جھبک ہو گیا
حاکا و وحی اور ہری جو منہ نہ کیا
میں رنگ خنق سار خدا کی ڈک گیا
ڈھٹا ہوں کچھ رانہ میں و تندر خ گیا
گر یہ مرا تو نامہ اعمال دہو گیا
پان میں زمین شعر میں یہ کچھ ہو گیا
میں گر چہ گریہ و سہر درانہ ہو گیا
شبنم کی طرح جان کو اپنی وہ ہو گیا

دنیا میں کون کون نہ کیا رہو گیا
پر نہ ہے میری خاک صبا در دیے
آگاہ اوس جہان کسین غیر چو دان
طرفان فوج نے تو ڈوبائی زمین فقط
برہم کسین ہو گئی و بیل کے آشتی
و انط کسی ثالی ہر یوم الحساب سے
ہو گیا اسے مان میں ہی گلزار وشت
آیا نہ اعتدال یہ ہرگز نراج ہر
ای ورو سبکی آنکھ کیلی اس جہان میں

غزل

برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
کہ جب کو کسو نے کہو ورنہ دیکھا
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا
ترے عشق میں بہر کیا کیا نہ دیکھا
کہہ تو نے اگر تماشا نہ دیکھا
ادھر تو نے سبکین نہ دیکھا نہ دیکھا
کلی آنکھ جب کوئی پروا نہ دیکھا

بھی کو جویاں جلوہ فرما نہ دیکھا
مرا غمچہ دل ہے وہ دل گرفتہ
یگانہ ہے تو آہ بیگانے میں
ازیت صیبت ملامت بیکین
کیا محکبو داغون نے سر و چرخان
تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائی
حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم

شب روزای و رور و پہیون او سے
کسو نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا

جہان میں دختر و سر و عیبت بنام شیشا
گر اپنا پہنالی جہنم دل کا کام شیشا
مرا جی صبح کو گرا رہا تھا تو شام شیشا
کہ ہم کم چلوں گے میں ہر کیجا م شیشا

نشہ کیا جانو دیکھو کوئی آفام شیشا
مرا جی و کد کا صحن کو ساقی بری لی جی
شب و روز اسلی گزرتی اپنی تو نہ پوچھو
نگاہ مست ان آنکھوں کا گد اید رہی شیشا

نہو کل گل شکستہ کیوں کہ دل اے ورمستون کا
می گلگون کی دوت سر بر گفام ہے شیشا

اپنا ہی تو بے نکل گیا تھا
اگلے دنون کچھ سنبھل گیا تھا
کل دیکھہ نفیب جل گیا تھا

توین کے گھر سے کل گیا تھا
رہے ل کو سنبھالنا ہے مشکل
کائنات سے جہاں دنون نے پوچھے

گئے روزوں بسل گیا تھا
بیطرح سے کچھ بچل گیا تھا
اپنا بھی تو بے گمیل گیا تھا

پس ہونے لگا یہ دل تو عجیب
بارے پس ہر مان ہو گیا
شب تک ہر سواست و ملا تم



میں سامنے سے جو مسکرایا
ہو نہ تھوڑا سا ہی دروہل گیا تھا



پس رشتا ہی تو بسل آ گیا
بات جو ہو گی سو فسر مان گیا
تو ہی منہ اپنا بھی دکلا گیا
جے مین آ جائیگا تو آئیگا
کر اس طرح سے شرمائیگا
آپ کچھ جے مین نہ مہر مان گیا
چپرا کیلے ہی تو کبہرا گیا
بس مجھے اور نہ کہو آئیگا
پرتے چلتے نظر آ جائیگا
پس اس سے آپ ہی مل گیا
کہو بندے کو ہی فسر مان گیا
بہت سا آپ ہی بچ گیا
کس مین او سکا ہی نہ ان بچ گیا
اپنے تئیں آپ ہی سمجھا گیا

یون ہی تھری کہ ابھی جائیگا
جی کی جی ہی مین نہ رکھ جائیگا
رخ ہما سبھے اگر جائیگا
مین جو چہا کہو آؤ گے گھا
کیونکہ گذرے گے ہلا دیگھون
مین خدا جانے یہ کیا دیکھون ہون
میرے ہونے سے عیش کتھو ہون
پوچھ کر حال تو پس نہ ہی مین
کہو بچو ہی بسل کو چون مین
زف مین دل کو تو اوکھاتے ہو
خدمت اور دن ہی کو فراتے ہو
قتل تو کرتے ہو عجب کو مین
حرم و دیر تو ہم چہاں چکے
ورہم او سکو تو سمجھا ئیگا پر

غزل





<p>ایسا ہر حسین بچہ دل سے ملا تھا تفت مرخص ہوئی نا امید سے جو اس طرح غیروں سے ملتا پھر سے کہا میں مرا حال تم تک ہی پہنچا تیرا لڑی تری کچھ نہیں بات کیا ہر تم اگر جو پہلے ہی مجھ سے ملے تھے</p>	<p>کل اوسکا کر بیان در سے صبا تھا یہ کیا ہو گیا اور مری دل میں کیا تھا کہی تو ہمارا ہی وہ آشنا تھا کہا تب اچھٹا سا کچھ میں سنا تھا مراد دل ہی یہ میری حق میں خبر تھا نگاہوں میں چادو سا کچھ کر دیا تھا</p>
---	---

<p>بہا میں جو کچھ اوسکی مٹنے سے دیکھیں نہ مٹے تو اسے درو اس سے بسا لیا تھا</p>	
---	--

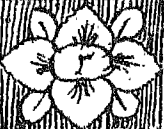







<p>اپنا تو نہیں یار میں کچھ یا نہیں تیرا کر پنے پر مری جی نہ کڑا شیریں ملا تو چاہے نہ چاہی کچھ کچھ کام نہیں تو ہو جو جان ملکہ بھی ہونا وہیں ملازم ہی عشق ہی پکری تری حسن کا شہر یہی ہی طعن تو لکھی آج کل ہوس</p>	<p>تو جسکی طرف ہو کر طغیاری ہوں تیرا اہنا تو نہیں غم مجھے غمزار ہوں تیرا آندا ہوں اس کے ہی گرفتار ہوں تیرا تو گل پھری جان تو میں غار ہوں تیرا میں کچھ نہیں پر گری ما بار ہوں تیرا بٹہ ہیا کی طرح میں ہی طغیاری ہوں تیرا</p>
---	--

<p>ای دور مجھے کچھ نہیں اب اور تو راز اوس شہر سے کدینا کہ ہمار ہوں تیرا</p>	
--	--

<p>تو کب تکین جبہ ساتھ مری جان مل گیا چلے گئیں اکوڑ جا بیکم تم ہوں کدیر</p>	<p>ایا ہی کدو ہو گا کہ پسہ آن مل گیا گوشہ نہ مل گیا کوئی میدان مل گیا</p>
--	--

<p>کچھ بات کہیں کہ کوئی کان سے کا کافر جو ترے ساتھ مسلمان سے کا بھائی لگا تو دور سے پہچان سے کا تکبیر تہی ہووے کی خبر آن سے کا</p>	<p>شیر و نہیں اپنا تو عیش ہرزہ بیگن دیشیے گا میرے ہی طرح دین کو اپنے نزدیک ہی پرانی بلا بھیجے کب آوے یوں وعدہ تری دل کی شلی نہیں کرتی</p>	
	<p>ای درو کہا میں نے ملو جس سے کہ چاہو لینے لگا تجھ کوئی ان سے کا</p>	
<p>اور ہر ہی اتفاقا پرتے پرتے میں ہی نکلا نصرت کی سوا تیری تھا تو اس میں کیا نکلا کہا سن سن کی سب باتوں کو آخر میں نکلا لگا کھینچے جھٹکتے تھی دو اپنا آشت نکلا</p>	<p>خیر ہوتی ہی اور خدا کرو جو کچھ میرا نکلا میرے دل کو تو ہر دم بہلا اتنا شگولی کر ہن رہنا حال کہ سارا جو چہا وعدہ آدھیا میری ترغیب کی تھی اور سچا بھینچ سو دھ</p>	
	<p>ملی ہی درو اسکی ساتھ دیکھا تو غریبی سے گھنٹہ اوسکے جو تھا جی میں سوا شہید کیا نکلا</p>	
<p>ارادہ صبر کا کرتا تو ہوں پر ہوش نہیں سکتا لگا تب کہنی پر قند مگر ہوش نہیں سکتا علاج آوارگی کا اس بھر ہوش نہیں سکتا تھل خبیسے ہی تو حال شکر ہوش نہیں سکتا کہ جم جانے سے کچھ ڈلا تو گو ہوش نہیں سکتا سہار دل پر کوئی اور تو ہوش نہیں سکتا اگر چاہو تو یہ کیا تم ہی کفر ہوش نہیں سکتا</p>	<p>ترک ہو میں از بسکہ باہر ہوش نہیں سکتا کہا جب میں ترا ہوسہ تو جیسے قند پر ہیک دل آوارہ اوچھوٹاں کسوں کے رقت بارہ میری ہی صبر بولک باستان سے وہ کتا کری کیا فائدہ ناچیز کو تقلید چونک نہیں چلتا ہی کچھ اتنا تو تیر عاشق کی آگے کہا میں یوں تو بچا لی ہوا کہ بعد کے</p>	

کاکے سچو اس شا کو کوٹ کہ جلد آتا	سری گہرائی جانے میں مرا گھر سو نہیں سکتا
بچوں کس طرح میں آوروں کی تنہا ابرو سے	کہ جسے کہ جسے سانسے آکولی جان پر سو نہیں سکتا
جسے کہ جسے دل کا شیشے میں بڑکے تباہ جسے کہ جسے بے نیاز میں بے نیاز ہی کتنی جل کی حرکت ہو در نہ میں	ہی اای پری شہی شہن آئینہ ناز کا دل میں ہی نازتہ میں مرا دوس بے نیاز کا اک مٹری اسی میں زلف دراز کا
ای ورد اس جہان میں اگر خدا غیب بی پردہ جو جس سے پردہ ہو ساز کا	
گل و گلزار خوش نہیں آتا اے جنوں حبیب میں کما تھوں کیا جفا کے سوا بچھے کچھ اور	باغ بے یار خوش نہیں آتا ایک ہی تار خوش نہیں آتا اے ستار خوش نہیں آتا
دروہ کو یہ رات دن تیرا نالہ زار خوش نہیں آتا	
ہر اسی میں یہ غم سی مہر پر شیشا شتابی میکہ میں اکہیں تہہ میں اسی نہل میں اپنی بیجا پر یہ یہ دھڑک	جلی پر نظر کر اس کے گور پر شیشا پڑا ہی جام کی کیفیت و غم و بے شیشا پہنچو اس کو مینا دانہ انگوڑی شیشا
ہا یا قہر کے ہاتھ سے اسی دروہ میں لیکن سری دل کی طرح میری نفل میں جو رہے شیشا	
اکاشا نہ تو جو در میں ہمارے جی کا	کھینچ لکھو نہ ہو در و افون کا بال بکا

<p>شع حرم ہی دی ہوا ماتی پر اپنے چمکا ای کو تھی نالہ یہ وقت تھا گئی کا</p>	<p>پیدا ہے کفر و ان کا کفر تری سببت گزار تھا بعد مدت دہشتہ سے ہو کر</p>	
	<p>جوں شع تو ہے یہ نظر نازدگیا کے دیکھا پروانہ دار ہی ہے جانا رہا کئی کا</p>	
<p>عاشق پہرے کے کیا کر گیا ایا بھے کہو خد اگر گیا دیکھیں گے کوئے دف کر گیا</p>	<p>تو ہے نہ اگر طاکرے گا اپنی آنکھوں اوسے میں دیکھوں گر بہن یہی ڈھنگ تیرے ظالم</p>	
	<p>ختم</p>	
<p>پراب جو کچھ ہے یہ تو کونے سناہ تھا ای تو سن بہا رستے تازہ بانہ تھا</p>	<p>اہل زمانہ آکے بھی نہی اور زمانہ تھا چمکا عبث نہیں کوئی فخر چین ہیں آہ</p>	
	<p>ماہور نہیں ابھی تجھے غافل پر غفریب سلام ہو دیکھا کہ یہ عالم فساد تھا</p>	
<p>کہ یہ طاقت نہیں ہون نام فیکیلیائی کا خون گردن یہی تیرے کسی سودا کی کا</p>	<p>حال یہ کہ تو ہر اب دلی تو انا کے کا انجیب ہر نہیں ہے یہ سیاہی تیرے</p>	
	<p>نام شتا نہیں زاہد تری حرمت کا کوئی شور اب ہے جہان میں مری رسوا کی کا</p>	
<p>نشاں زندگی ہر اب اپنا آپ ہی پانا دل اوسکے تادی شے جسے جان نہ پانا کوئی کہہ سکتا ہے کوئی سب سے ہے تجا نا</p>	<p>کہا نکا ساتی اور دنیا کہ ہر کا جام و نجانا کسوی کیا پانی کچھ اس پر حال تیر کو نظر جیل سکی دیکھا تو جو وہ ظالم تیر</p>	

ولہ	ولہ
<p>ہیں ایک سہا ہی شعلہ صفت بہتیار تھا اوس وقت سے بندہ باہی کہ تو نے سوار تھا تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا</p>	<p>اے شیخ روز بیکہ ترا انتظار تھا خالم یہ صید دل سر فتر اک سے تر مدت کے بعد خط سے یہ ظاہر سوا کہ عشق</p>
ولہ	ولہ
<p>بے کیو تو اپنے ہی دل تھا داغ تھا وہ گل کہ ایک عمر چین کا چسپ تھا ہو کوئی دن کی بات یہ گھر تھا یہ باغ تھا</p>	<p>وہ دن کہ ہر گئے کہ نہیں ہوئی راغ تھا جلتا ہی اب پڑا خس و خاشاک میں ہوا گدھن ہوں جس غرابی کہتی ہیں ان کو گ</p>
رباعیات	رباعیات
<p>تجھ کو اے انتظار دیکھ لیب جون جون میں آنسوؤں کو انہی بیا</p>	<p>چشم عشق کے ترے اثر نہ کیا تشنہ اور بھی بڑھتے گئے</p>
ایضاً	ایضاً
<p>کچھ کام مجھے تجھے شب مار نہوتا گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہوتا</p>	<p>رفیقوں میں کسو کے جو کرتا نہوتا مرتا ہے لکھا ہی مری قسمت میں نہوتا</p>
ایضاً	ایضاً
<p>سخی عشق واہ واجی منو استم سوا سو ہی تجھے ہو سکا مفت ہی منت جی لیا</p>	<p>ایک تو ہوئی ستہ دل سپید جو رہ جفا جان کے بد سے میرا تہ وعدہ اگ کا تھا</p>
ایضاً	ایضاً
<p>جو کچھ کہ سنا تھا میں سوان ان میں دیکھا</p>	<p>جلو تو ہو کر طرح کا ہر شان میں دیکھا</p>

جون فنجہ بجزاک دل صد جاگ نہ پایا
سنہ داک کیے جہاں گر سیان میں دیکھا

ایضا

ناصح میں دین دلی تیرا اب کھو چکا
جہاں میں تیرا ہی جو ہوتا تھا ہو چکا
زائد کیا کرے ہی وضو گو کہ از رو شب
چاہے کہ دل ہی دہوے کہ در سو سو چکا

ایضا

نکور جانے ہی وہ ہم دل طبع دکان کا
احوال کچھ نہ پوچھو آتش سیدگان کا
سچ شیم گوئی زنجیر ہو سے گل کی
امون نہ جو سکی ہزار تو در سیدگان کا

افراد

دیکھ کر حال پریشان عاشقان زار کا
بیاں کر عشق توں لایتم لڑائی لایتم
تجربہ نے ہنس کو مٹا جو دیا
سو یہ ہے کہ سب کا مٹی کو دیا
شکوہ ہے تجھ کو کس سے کا کس سے پٹنا
ماں نہ فلک اپنی ہی گراں شہر مانا
تیرے چاہا ہی پراوس کو چہ ہی آیا نہ گیا
وان سے جہاں تیش قدم دل تو اوٹا گیا
فلک پر کون کہتا ہی گزرا تو مسکرا
جہاں ہی چاہے وان پر جا سکی اس پر
عس مری زنجیر نے رفقا میں ایسا کیا
حشر کو ہی شہر جہاں نہ تھا برسا کیا
بے چار خلق کرتی ہے اپنے کہاں کا
پہ آئند ہی جلوہ زو شل و سب حال کا
خط کرتا ہے ہوا معلوم جانا حسن کا
نرخسروں نے ایسا کہاں پہنچا نا حسن کا
زبان کا اس پر معلوم جو ہر تنہا ہو گیا
تھا وہ کٹ گئے سنتے ہی مجلس میں چکا
پر تجھ پر ہر زبان ہوا تو غیب ہوا
بارے مجھے بتا تو سہی کیا سب ہوا
گھر گرا نہیں میں کو پتہ ہی نہ مہربانی کا
مجھے شکوہ ہے ان کا نام سن ہی نہ مہربانی کا

رستاکیان اوٹھائیں جو روٹھا گیا
آشنا نے بین در و بیل کے

عاشق تو ہم ہو کر کیا عذاب کیا
آتش گل سے آج بھول پڑا

روایت الباء

تقدم میں ہی مجھے اکچو تھا
بی بضاعت میں سب ایل زرق و برق
موت ہے آسائش افتادگان
کیوں نہ شہ زندہ روئے زمین
ہی تنگ ظرفوں کو بجایے کشتی
جل نہ جاوین میں جو صاحب صلہ
ہستی میں کوئی کہو دل مردگان

مصطرب ہو جس طرح موج شراب
چشمہ خورشید میں کید ہری آب
چشم نقش پاکاٹ جاتا ہے خواب
سیل لشکریا نہیں خانہ شراب
جام ہے کب ہو سکے جام حباب
پای خم غرق میں کب لاؤ شراب
گور کے کب پر تبسم کیا حساب

دے کفان کرنے کے تحت کشتے

ورو ہو تارے دل باران کباب

روایت التاء

دھوکہ گر کہیں تو ہوا لی جواب رات
ہم رو یاہ دل کو تو کیا سہو کا سین
تیری گلچیں میں رہا بہت بی مہر و ان کی طرح
ہاں تم آئے پرفتن رہے ہو گریہ کیا کہوں
تو شام سے جو ای مری خورشید رو گیا
سیر گناہ آتے ہیں کوئی شمار میں

تھا شل ان لگو عجیب و غریب رات
جون شمع چاہتے ہیں کہ ہو شمع رات
لپا تھا پر مجھے دل خانہ خراب رات
گندہ سیر میری یہ جو کچھ بیان غروب رات
انجم کی طرح آئی نہ آ کہوں میں رات
اسی ورو میں جی میں کیا تار رات

زادہ اگر نہیں کی تو نے کسو سے بےیت
پیر مخان کی مان کر دست بوس بےیت
نہاں تہاں سو کھنا ہر وقت ہر شکاری
اس سلسلے میں کی عورت بوس بےیت

گو کہ بےیت چلے جان اپنی شمع گھود سے
کوئی زندہ دل کر سے اسے اسے شوش بےیت
روایت احمدی علی سی

آئیے کسو ای در و سچانے کے بیچ
آئیں کی طرح غافل کھول جاتی کے کاڑ
سیر رانخ دیوستان تو پر مسیر ہر گھڑی
ہوئے زمین مرگ میں سو بےیت پوچھا جی
عقدہ دل کھول مثل قطرہ نادان تکیا
بیچ و تاب تاجہ جیوان اس کی بچا کو
اور ہی سستی ہر اپنی دل بچا کے بیچ
دیکھ تو ہر کون بےیت شرف کا شافے کے بیچ
آئیے گا ہر فقیر دن کے ہی دریا کے بیچ
کون بچا آہ کیا لذت ہر جانے کے بیچ
جون کر غلطان روگا آب سونا کے بیچ
راہن او ہی ہر کس کی خاطر رشتا کے بیچ

بخت خوابا لوندے میر و سلایا و سکور و
در نہ چوڑا کا تہا ہی افسون میں بیچ رفا کے بیچ

نہ کہ جب چاہے ہر انجن کے بیچ
اسے خیر تو آپ سے غافل نہ ہو بھلا
حکومتیں میں دیدہ بنیا و گریہ یاں
کچھ آپ ہی آپ بیچ وہ رشتا ہر بیچ
جون شعلہ بیان سفر ہر غم کے بیچ
بوسہ چاہا جو اسکے ہر بیچ

سودا اگر چہ در و تو غاموش ہے وے
جون خیمہ سوزبان میں اس کے دہن کے بیچ

و رو جو کر تا نہیں بابت لفظی بر کج

چپک اہو کا کسوٹ کو شہ فاطمہ کج

روایت الہامیہ

کینہ کین خاکن الوان ہوزر دل طیان پر
مین کس طرح بتوں کو راستہ جکا دون
کب اختیار اپنا چون گل ہر اس چمن
چاہی کہ ہاں ہی کی شہ پر نہ آئے کبیرے
سین جانا نہیں ہون بیٹھے بھاؤ ریا
سار کا کہ یہ دل بیان و فون لفظ سے دوشے

مانند شمع میر کب حکم ہر زبان پر
دل تو رنج اپنا کیسے سے آسمان پر
کچھ کچھیں ہو کیا چلی کیار نور باغبان پر
از پر زبان کو لاکر کہد سر و زبان پر
یون آٹھ کر کا ان کو رفت میری جان پر
دوشت مقابل آدین سطح آسمان پر

ای و رو یا عیسا پر وے سوہم غنیمت
آشنا ہی جی نہ کہے ہر وقت امتحان پر

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر
ہر اور بھی جیلو کر کا غرض تو فکرو نے
گہرا کے دل تنگ ہو کر کی نس آکا
جوان کا غم نا اہل ہو پس بچ میں ہنگ
بانتہ جہان کے تنگ گشت جہان کے
تم تری نہیں ساقی تو جسے برین کہتے
تو ہر دم دل متبایہ مر اور در کے ہے

شیشہ ہو کر سے پیچھا کر سنگ ہوا پر
یہ توں فرج کا نہیں نہ رنگ ہوا پر
اک دم میں ہو عرصہ تو ابی تنگ ہوا پر
رہتی ہو سدا انیکہ شیش خنگ ہوا پر
یاں کر تے ہیں سر کینچھے کر رنگ ہوا پر
اپنی ہی نظر میں یہ بندہ مارنگ ہوا پر
چون فتنہ گل آئے گا آ رنگ ہوا پر

ولہ

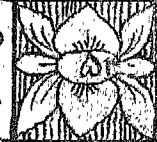
اوس قدر تہا یا کریم یا حکم رانی اس قدر

مہربانی اوس قدر نامہربانی اس قدر

مہمان کو آنے سے تکب سے منع میں ہے
دشمنی مجھ پر اسے نہ تو اس نے اس قدر
کیا کہ موت دیکھا کہ سو سے قطعہ آوارگی
کوئی بھی بی رابطہ ہوتی ہی کافی اس قدر



دور تو کرتا ہی معنی کے تئیں صورت پذیر
دست بس رکھتے تھے تکب ہزار ومانی اس قدر



کیتا ہوں شل آئندہ اور ہی جمال کر
حکایت ہی اہو جبین عرق انفعال کر
آنکھوں کے دل کو کیونکہ دیا دیکھ یہاں کر
پیر بر طرف نظارہ حسن و جمال کر

مشہور خلق میں نہیں انہی کمال کر
آنکھیں تہ آئندہ تک کہی تر نہیں ہوں
حیرت ہی یہ کہ تجھے شکر کا تہ میں
اسی و رو کر گت آئندہ دل کو فضا تو



یہ پہول چڑنا سکے تو آکر

میںس قبر پہ میری کھل کھلا کر

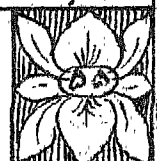


جے میں تر پے ہی پڑی حسرت دیدار ہونوز
شکوہ آنو دہنیں پر لب اغیار ہونوز
چیکہ دیکھ ہی تری چشم کے بہار ہونوز
گماں کے خون میں تو میں کتنی ہی دکھار ہونوز
بندہ رہا ہر مری نظروں میں ہی تار ہونوز
اکیس ہم ہی رہے ہر طرح گرفتار ہونوز

کیا ہوا مر گئے آرام ہی ہونوز
سرب زخم نک سوز ہے گوشل سحر
کر چکا اپنی سے جیسے ہی تو پر کیا حاصل
موت پر مند نہ ابھی سوزن فرگان ہونوز
ہر خیال اس کی ہی زلفوں کا دم آخر ہی
اور تو چوٹ گئی مر گئی کج قص



یار جاتا تو رہا نظروں سے کب کا لیکن
دل میں بہتی ہے مرے دروہ زفتار ہونوز



<p>پرتا کس کس لکاش میں یہ آسمان ہنوز لگتی نہیں ہزاروں سیو میری زبان ہنوز توجہ تو تھی ہوتی نہیں ہر عیان ہنوز مریا نہیں ہوں تو بھی تو میں نہت جان ہنوز آتی ہر نظر میں سہوں کو جوان ہنوز دل ہی گیا نہیں ہر خیال تباہ ہنوز</p>	<p>لینا نہیں کیوں کی اپنی خان ہنوز ہر بعد مرگ ہی وہی آہ و فغان ہنوز موجود رہتا نہیں کوئی گسو کے تین سو سو طرح کے ہر مین ہوتی ہر جان ہر چند کتنے سال ہے دنیا تو کس قدر کسب میں درو آپ کو لایا ہوں کتنی کیر</p>
---	--

<p>اوسکے تیشہ کی بھی زبان بے تیر تیرے ہاتھوں سے یان ہر تیر تیر</p>	<p>کوہ کن سے نہ بول اسے ہر تیر ساقی اب سب بکار تے ہینگے</p>
---	--

<p>مقصود میرے دل کا برایا نہیں ہنوز</p>	<p>بر میں مرے وہ سمیرا نہیں ہنوز</p>
---	--------------------------------------

<p>حال پر میرے صد ہزار افسوس نہ کر اے ورد بار بار افسوس</p>	<p>کیا تو نے ایک بار افسوس جو کہ ہونا تھا دل پہ ہو گدرا</p>
--	--

<p>پر ہوسکی نہ اشک طوفان کی احتیاط اعر دشت اپنی کجیو دامن کی احتیاط گل کو ہی ہوسکے نہ گریبان کی احتیاط کرتا ہوں اپنی دیدہ حیران کی احتیاط</p>	<p>کرتا رہا میں دیدہ گریبان کی احتیاط خار خرہ پڑی ہیں مری خاک میں ملی جوش جنن کو ماتہ سے فصل بہا میں تیر ہی دکنی کو میرا آئے کے طرح</p>
--	--

دل کے تئیں گروے کیوں کوئے پہن
دوغن کی انگو کیوں مکرور و پرور
ہے زلف کو بھی اپنے پشیمان کی جھٹکا
ہر باغبان کرے سے گلستان کی جھٹکا

رولف تھین

لایا تباہ تاج تک ماتہ سوی تیغ
ناچار مجھ سے اوس سے تو قلع کلام ہو
کیجئے نہ قتل اہل وفا جتنے ہیں سب
جان باز اور بھی ہیں پر آبر و راج
پیا سی مرے لہو کی وہ رتی ہی مہم
کوئی مزاج دان نہ آج تک مگر
بر لائے کیوں تو میان آرزو سے تیغ
اکہ روکی غوی تند سی ملی ہی غوی تیغ
دیکھا نہ آنکھ کہ کول کے ہم غیر روی تیغ

فرد

ایں درد ایک حق ہی جانہ کی طرف
لازم ہے مجھے دل دیوانہ کی طرف

رولف الکاف

پیغام پاس پہنچ نہ مجھ بقیہ از تک
دے وہ شراب سا مٹی کتا روز تھین
صیاد اب رہا ہے نہ سیا مجھ پر سیر کو
بی قدر میکیشی ہے ہم میں پائین
ہوں نیم جان سو بھی تری انتظار
جسکے نشے کا کام نہ پہونچے غارت
پرک کو زندگی کی توقع بہا از تک
ہر صرت شیشہ شیخ کی سنگ مر از تک

راہ عدم میں ورو میں آنا ہوتا ہے
ہو چکا صبا کا ماتہ نہ میرے غبار تک

رباعیات

پہتا نام میں سہی میں اک عمر خون فلک خیز کا ہوں و رو جبے اوڑھ کر گئے تار نہیں میری تئیں کسی کا پاک گرد تو سو گئے ترے عاشق	بخت سیاہ پر نہ پہرے تیرا بخت لگتی نہیں ہو تب ہی ایک ہی مری پاک اربا گریبان ہر بات ہے اور چاک کیا ستم ہو زراہ اس سے خاک
---	---

رولیت اللام

چہ دل پر باغ میں نہیں تنہا شکستہ ہا توں سوختے ہیں آہ بیکہ کو بیچ شادی کی اور غم کی ہر دنیا میں یار یہ درگوز ہوں تیرے حمد یہ کی جسکی جون جبا بجا نہ تو دل ہی لازم ہو گوشتہ شکن زلف میں ترے	ہر غم دیکھتا ہوں تو بیگانہ سناغ شکستہ خاطر و دنیا شکستہ دل گل کو شکستہ دل کہو تم یا شکستہ دل بندہ سے برہنہ کوئی بندہ شکستہ دل چوڑا نہ ہوا سے نہ کیا تا شکستہ دل خاک کوئی پڑا رہی مجھ شکستہ دل
--	--

سب خون دل چمک ہی گیا پوندو نہ کر
ای درو بیکہ عشق میں تنہا دل

بارے یہ دلغ عشق ہوا شہر یار دل تیرے کہیں گئی کر گیا تھا خیال میں اوٹھتا ہے بعد مرگ ہی مانند گرد باد	دلت سب چرخ پڑا تھا دیار دل کرتا ہوں آہیکہ میں پڑا انتظار دل ای درو خاک سی مری ایک غبار دل
---	---

رولیت میم

حیران انہیہ دار میں ہم	کس سے ہا سب دو جاہ میں ہم
------------------------	---------------------------

پانے پر نقش کیا ہے ایسا
ساتی کید سر پہ کشتی نے
جی بھی نہ پیسا کہو نہ اپنا
اوروں کے گوہن سر پہ چشم
کوئی کیونکر نظر میں لاو
آتش میں ہیں پھنسل شعلہ
چشمِ عبرت سے دیکھ لیں
جید ہرگز نہ سے پھرے او دہرے
از بس کہ ہیں محوِ لائقین
مجنون ہو خواہ کوہ گن ہو
اپنے ملنے سے منع مت کر
یون تو عاشق بہت ہیں بیکین






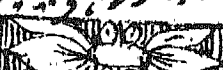
جیسے نا پدیدار حسین
اچکے کیوں سے سین پار ہیں
اتنے زار و نزار حسین
اپنے دل کے غبار ہیں
رکشہ چشمِ شدار ہیں
از سرتاپا ہزار ہیں
نقشِ لوحِ مزار ہیں
آوارہ کو ہزار حسین
ہر جا بے اختیار ہیں
عاشق کے دوستار ہیں
اسہیں بے اختیار ہیں
اس طور کے کتنے ہیں

مجنون فریاد دور و دامن

ایسے یہ دو ہمار ہیں

اچکے ترے در سے گر گئے ہم
جون نورِ نظر ترا تصور
جز اہلِ مصافحت تو جو کس
کنے یہ ہیں ہمسلا دیہے
تہا علم جب کہ کیا تباوین

پہر یہ ہی سمجھ کے گئے ہم
تھا پیشِ نظر جب ہر گئے ہم
ای آئینہ کے گھر گئے ہم
معلوم نہیں کہ ہر گئے ہم
کس طور سے زیت کر گئے ہم

پہا نہ عمر بھر گئے ہم	جس طرح ہوا اسی طرح سے
 افسوس کہ درو او کو جب ہو دے ہے خبر گذر گئے ہم	
تہو آپ ہی ایک سو گئے ہم ساتھ اپنے دو چار ہو گئے ہم انے تئیں آپ رو گئے ہم پہر رکھتے ہی اکہ سو گئے ہم	کچھ لائے غم کہ کو گئے ہم جون آئندہ جس پہ یان نظر کی ما تم کہہ جان میں جلا پر ہستی نے تو تک جگا دیا تھا
 یاروں ہی سے درو یہ چہر جا پہر کوئی نہیں ہے جو گئے ہم	
بہا باغ کو یوں ہی رہی لیکن کد بہر تجرب کی ہر جا کہ یہ پر ہو رشید بہر ادھر کل ہاڑی تو جب روتی ہی او دہر ہوئی آتش ہو گل کی بیٹھے شک نہ رہم کسی عاشق کے رونے سے نہیں کہتی اجڑم گو اوڑھ دیکھو اپنی تعمیر اربال و پر ہم نہ پلٹی بہر صبا اید سے نہ ہر آن نظر نہ ہم سحر خندان ہی کیوں روتی کہ کو یاد نہ ہم	چمن میں صبح کی تھی ہو کر ختم نہ ہم عرق کی بوند او کے زلف و رخسار پر چلی بہن تو باغ تجھ میں خانہ ماتم نظر آیا کرسے ہو کہ ہے کہ پائے محبت نہا طبعو بہلا ملک صبح ہو دوا ہی دیکھو یونینک نہیں آسما بکچلا دم سبک سار کو کو تو کو نیا باہو گیا اس باغ میں گر گھر رخ رو سکا نہ سبھاو رہنہ ہر سید پان کر شاہ کام
	
شمع کے مانند ہر کوئی ادھر رہا ہیں ہم	کیا کہیں سو نہ کس طرح رہا ہیں ہم

ہماری جوتنہ ظالم آفتاب تھنار

جیکب دیکھ ادھر تو یوں گزر جاہن

سرو

خلق میں ہیں پر پیدا بہشتیوں

نال کی گنتی سے باہر سو طرح روکے ہیں

روایت النون

کلمہ تحت سید سایہ دار رکھتے ہیں
 زبان کاغذ آتش زدہ مرو کار و
 یہ کہنے ہمیشہ کیا وعدہ ہم آغوشے
 ہمیشہ فرج نصیبی ہمیں نصیب ہی
 بلا ہے نشہ دنیا کہ تاقیامت آہ
 جہان کے پانچ سیکھم دل ہوا نہ ہوا
 اگر کہ دختر زکی ہو محتجب در پہ
 بزرگ شعلہ غم عشق ہمیشہ روشن ہے
 ہماری پاپس ہو گیا جو کرین فدا خیمہ
 فلک سمجھ تو نہیں ہمیں اور کار گری
 بیٹوں کے حیرا و ڈھانے ہمارے ہنسنے
 ہری ہری آگ جنوں میں ہوا ہی آزاد
 نہ سرق ہیں نہ شرم ہم شعلہ کسبیا
 جنوں کی دل میں جاگے کی ہو نقش و نگار
 ہر ایک سنگ میں ہو شدی تباہ دنیا

یہی لبا طہین ہم خاکسار رکھتے ہیں
 تر سے چلے جیتے ادھر ہی ہمارے کہتے ہیں
 کہ مشن کھریرا سرکار رکھتے ہیں
 جو کہ کہ اوچی ہی جمعیت ہوا رکھتے ہیں
 سب اہل قبر اسی کا خمار رکھتے ہیں
 فقط یہی قبر داغدار رکھتے ہیں
 جو ہوس ہو پراسے دیکھتا رکھتے ہیں
 کہ بقیراری کو ہم برقرار رکھتے ہیں
 مگر یہ زندگی سب قدر رکھتے ہیں
 یہ ایک حبیب ہی سوتا تھا رکھتے ہیں
 جو اس پہ بھی نہ فلکین اختیار رکھتے ہیں
 حجاب وار کلمہ ہی اوتار رکھتے ہیں
 وہ کہ ہیں پریم کہ سدا غلط رکھتے ہیں
 سدا نظر میں وہ روح خوار رکھتے ہیں
 خاک میں سب یہ پہ دل میں ادا رکھتے ہیں

وہ زندگی کی طرح ایک دم نہیں رہتا

اگرچہ درو او سے ہم نزار کرتے ہیں

جو کہ کہ ہوں سو ہوں نہ فرقت سہو ہو
انسا رہ ہوں یہ سایہ کشیدہ ہوں
ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہو
پیراہ میں تو موج نسیم وزیدہ ہوں
کچھ نزار میں بھی میں آسیدہ ہو

فرکان تر ہوں یا کہ تاک بیدہ ہو
کینچے پر درو ایک کیرے فروختی
ہر شام مثل شام ہوں میں تریدہ ہو
کرتی ہے ہونے کل تو میری تہ خطا
یہ جاستی ہی تو طیش دل کہ بعد مرگ

ای ورو جا چکا ہے مرا کام ضبط کر

میں غمزدہ تو تھک رہا شک جھیدہ ہوں

اک نظر ہوئے سو ہی ہو تو جی جا
رات دن کی طرح میرے سین کھائی ہیں
اپنی ہی نوع سو ہیں وہ جو پہنچ جائیں
ہر طرح دل کے شین ان تو بھلائے ہیں

آہ مشتاق تری مہفت ہوئے ہیں
کوسلاست ہوں میں ہر دیکر خطا
تو ہی آپ ہی طلب گار بھلا ہوتے ہیں
میرے بکاروں بہترین یہاں ہیں

ور کی طرح وہ چلے ہیں کہ اڈر کے اور

تیرے از خود شدگان جبکہ خود تے میں

در سمجھے جو کان مجھ کو فنا ہوں
بی صبر ہوں پناہ کی طرح عقدہ ہوں
جہن نور ہر اک چشم کا دیدار ہوں
سداں ہر اگر شاہ تو میں ہی ہوں

گرد کیلے تو مظہر آثار ہوں
کرتا ہوں پس از مرگ ہی حل مشکل عالم
منوں کے فیض کے سب انظر ہوں
ہر آسیر فقر اگر سچو تو شاہ ہے

ہر چند کہ اس ہون پر آئینہ بنا ہوں	ہر منظر انوار صفا میری کدورت
سمجھا نہیں تھا حال پرانی شیں کیا ہوں	احوال و عالم ہر مرد دل پہ بودیا
ہر چند کہ عالم میں ہوں عالم سے جدا ہوں	آواز نہیں قید میں زنجیر کی ہرگز

ہوں تافلہ سلاطین قیام دار و	
چون نقش قدم خلق کو میں راہ نما ہوں	

نہ ہم غافل ہی رہتے ہیں نہ کہ آگاہ ہوتے ہیں

انہیں طرغون میں ہم ہر دم فنا فی اللہ ہوتے ہیں

تقید گاہ امکان میں ہی وہ کچھ بخشش مطلق

کہ ہر واحد کو لاکھوں دام بیاں خواہ ہو سلاہیں

غرض حسن کم ہوتا نہیں کچھ خط کے آنے سے

کہ یہ سب مورچہ بے بے سلیمان جاہ ہو سلاہیں

اگر جمعیت دل ہے نتھتھے منظور تاع ہو

کہ اہل غرض کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہیں

پر کیا در و کچھ مست رکھ ترقی اور تنزل کا	
کہ اپنے ذہن میں یاں تو گدا بھی شاہ ہو سلاہیں	

تو مجھے نہ رکھ خبا ر جی میں

بیزار ہے مجھ سے تو یہ جھکو

گل اب تو بوجہ ہنیکے لبیک

یوں پاس بٹھا جسے تو چاہے

اوسے بھی اگر نہ راجی میں
اتک ہے وہی پیار جی میں
بابلی یہ چہ بین کے خارجی میں
پر جا کہ نہ دیکھو یا ر بے میں



کیا فائدہ درو شور و شر سے
او بچے سے جو کہ سو مارچی میں



سیر بھی وہ بان کوئی اکاہ ہی نہیں
ہم جب کو جو جیتے ہیں وہ اللہ ہی نہیں
دھوڑے یا پرانی دل میں تو کچھ پاہ نہیں
بازی کمان بباہر گر شاہ ہی نہیں
اپنا تری سو کوئی انخواہ ہی نہیں
تورہ پر میں سب کوئی گراہ ہی نہیں

ہر چند تر سے موت سواراہ ہی نہیں
وہ مرتبہ تو اور ہی نہیں کے سر سے
ہم ہی فلک ہو کر قیاسی تیر کی قلب
انسان کی داس سے ہر خدائی کر گھیل یا
سو گناہ سے میں جلوہ نما کو تباہ خلق
گر کتنی تکہ ہو ہی مادی دہی مفضل

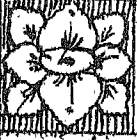


ای درو مثل آئندہ گونڈہ او سکوا آئین
ہر دن درو اپنے قد مرگاہ ہی نہیں

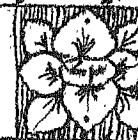


جوتیج اپنے سے میں عجیب تر تابت
رہتا ہو کون اس دن ناز خراب میں
ہر موج زن تمام یہ دریا حباب میں
پھر دیکھتا نہیں اس عالم کو خراب میں
دریا سے درجہ اہر یہ ہر غرق آب میں
تہا نہ بولت اور ہی عہد شباب میں

بہشتی ہر قبیب ہم میں ہی خطر آب میں
نہ خاتمہ خدا ہو نہ ہے یہ تون کا گھر
آئینہ عدم ہی میں ہستی ہر جاوہر
خافعی جہان کی دید کو مفت نظر سمجھو
ہر جگر گل کے ساتھ یعنی ہر اتصال
پیری نے ملک تن کو جاوہر او گزنیان





میں اور درو جیسے خریدار بے بستان
ہر ایک لال باطن میں سو کس حساب میں





دل ہی نہیں ہر جو کہ آرزو کرین

ہم تجھے کس کس کی فلک تجھو کرین

<p>مٹ جائیں ان میں کثرتِ نائیان ترو انہی پہ شیخ بہار سے نہ جا بھی ستر قدم زبان میں چون شمع کو کہ ہم سرخیز آئند ہوں پیر ہوتا ہوں قبول نہ گل کو ہوشیات نہ ہو کہ ہے اعتبار</p>	<p>ہم آئندہ کے سامنے جیسا کہ ہو کرین واسن پور میرے تو فرشتے وضو کرین پیر یہ کہاں مجال جو کچھ گھنگو کرین منہ پیر نے وہ جیکے مجھے رو ہو کرین کس بات پر چین ہوس دھک ہو کرین</p>
---	--

	<p>ہو اپنی یہ صلاح کہ حسبِ زرا پیران مندر اے ورو آ کے بیعت دستِ ہو کرین</p>	
---	--	---

<p>یہ زلفِ تہان کا گرفتار میں ہوں کہ ہر سبکی پہنٹی ہے اسی سبکی تو او دہر بات کہنا او ہر دیکھ لینا اگر مجھے ملیے کہو عیب کیا ہے کسویرا تیری تیوی چڑھاوے</p>	<p>یہ بیاہ چشموں کا بیاہ میں ہوں تری جنس کا یا ان خیرا میں ہوں بہتتا ہوں سب ایک عیا میں ہوں نہ بد وضع تو ہے نہ بد کار میں ہوں تری تیخ ابرو کا افکار میں ہوں</p>
--	---

	<p>سبھی اپنے جینے سے ای ورو خوش ہیں گلہ ہوں تو یہ ایک پسار میں ہوں</p>	
---	---	---

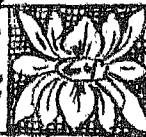
<p>اوس نے کیا تہا یاد مجھے ہو کر کہیں آجائے اسی جینے سے اپنا تو جی تنگ ہرتے رہتے ہی عالم میں جا جا مدت ملک جان میں جی پسر کہ یوں تو نظر تیری میں تن اٹکاراوری</p>	<p>پاتھن میں ہوں تب سے میں اپنی کہیں جتیا رہ کر گیت میں ای خضر مر کہیں دیکھا نہ میری آہ نے روئے اشر کہیں جی میں بہ خوب دئے اب چھہ کہیں دلش کوئی آپ دیکھا نہ پیر کہیں</p>
---	--

غالم چھا جو چاہے سو کر مجھ پہ تو دے
 پیر سے بس مجھ نہ لے تو اپنی جد تیرے
 چو چھا میں اور سو کو تبا تو سہی مجھے
 کہنے کی مکان معین فقیر کر

بچتا دے پیر تو اب ہی سپاہ کر کہیں
 لگتا دوسرا دیکھو نہ کسی کی نظر کہیں
 اور نمان خراب تیرا ہی کر کہیں
 لازم ہے کیا نہ ایک ہی جا کر کہیں



درویش بہر کی کہ مشابہد میرا ہے دوست
 تو نے سنا نہیں ہے یہ مصرع مگر کہیں



اس چمن میں کسے مجال سخن
 دوست بھی ہو گئے مرے دشمن
 پیر نہ میں ہوں نہ تو نہ یہ گلشن
 نہ خیال سفر نہ یاد وطن
 حال دل تجھ پہ ہو دیکھا روشن
 ملا گیا راہ میں غنچہ دہن

بے زبان ہے بدہ زبان بکون
 یاوری دیکھیے نصیبوں کے
 ساقی اسوقت کو غنیمت جان
 وہ زخو درفتہ ہوں کہ میر کر تین
 کیا کہوں اپنی میں سیہ بختی
 بد مدت کے ور و کل مجھ سے







میرے اوسکے جوڑ گئیں آنکھیں
 ہو گئے آنکھوں ہی میں دو دو چین







گر یار ہیں تو ہم ہیں غبار ہیں تو ہم ہیں
 گر وار ہیں تو ہم ہیں وریا ہیں تو ہم ہیں
 مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں
 تیرے ہی تشنہ کام دیا ہیں تو ہم ہیں
 مٹی کی طرح رہ گئے ہیں تو ہم ہیں

بیخ جان کر گل ہیں یا خار ہیں تو ہم ہیں
 دریا معرفت کو کھیا تو ہم ہیں ساحل
 وابستہ ہیں ہیں سو گر جبر ہی و کر قدر
 تیرا ہی جس جگہ میں پرندہ موج زن ہے
 افغان خلق ہم ہیں سب مہلات سو تو

	اور دن سے تو گرانی اک بخت اوٹھ گئی تھی ایرورو اپنے دل کو مگر بارہین تو ہم ہیں	
کھل کے سب اوراق برہم ایک ہیں جسم و جان کو وہیں برہم ایک ہیں حضرت جبریل ع برہم ایک ہیں بات کی فہمیدین ہم ایک ہیں		جمع میں افراد عالم ایک ہیں ہر کچھ کبر و حدت میں اکثر شیخ غفل نوع انسان کی بزرگی سے ٹک ایک والی ہے اسیر ہی قرآن کا وجود
	مستحق آپس میں ہیں اہل شہود وروا فہمیں دیکھہ ہا ہم ایک ہیں	
جو کچھ کہ بیان پر مقدمہ ہاں کرتے ہیں جہاں صفایا وہیں بود و باش کرتے ہیں جو کچھ ہر دل میں تھم وہ فائز کرتے ہیں یہ آئینہ ہم اہی باقی باقی کرتے ہیں		نہم کچھ آپ طلب بی تلاش کرتے ہیں شمال عکس جو کوئی کہ پاک طہیت ہیں ہمارے اتنی ہی تقصیر ہے کہ اوزار ہا مزاج ناکر دل سے اگر کد رہو
	یہ تیرے شعر میں ایرورو یکہ نامے ہیں جو اسطرح سے دہن کو خراش کرتے ہیں	
جاہن سے اپنی جو کوئی کہ کدر جائے ہیں مروڑے اگر ہی یہ لوگ تو رہ جائے ہیں جو کہ شرور نہ ہم اہل نظر جا رہے ہیں شیخ کی طرح کیا ان لیے ترجیح ہیں نہ نہ پھر رہے تو ہیں ہر دل اور جا رہے ہیں		کام و دین جو میں سو دی کرتے ہیں مروت کیا کو اختیار دے تجھے دینا ہے یہ پیدا دیدہ ہو جا غنیمت سمجھو اکسین نہیں کہیں کہیں نہ ہوں گے یہ یہ ہنسہ اہل ہنسہ سے اگر

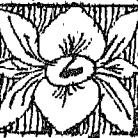
<p>رہنا تو ہی تو رہتا ہے جد ہر جا ہے میں ایک پل میں کئی تالاب تو بہ جاتے ہیں لوگ جاتی ہیں جہاں سویر کہ سر جاتے ہیں</p>	<p>ہم کسی راہ سے طاقت نہیں چون نور اسی رنگ پر یہ فرکان ہی اگر گہرین آہ معلوم نہیں ساتھ سے اترے بیوز</p>
<p>تہ قیامت نہیں تھے کا دل عالم سے وروہم اپنی عوض چوڑے اثر جاتی ہیں</p>	<p>اپنی قسمت کے ہاتھوں داغ ہوں میں ہوں فشاں وہ بزرگ نقش قدم دونوں عالم سو کچھ پرے ہے نظر</p>
<p>نفس عیسوی چراغ ہوں میں رنگین کا مگر چراغ ہوں میں آہ کسکا دل و داغ ہوں میں آگ میں ہوں یہ داغ ہوں میں</p>	<p>میں کثرت میں دید و مدت ہے قید میں و رو با فرغ ہوں میں</p>
<p>پتا ہوں آپ اپنی کبخت دل کے ہاتھوں روٹی گئی ہیں کتنی کبخت دل کے ہاتھوں آتا ہی باتہ یعنی یان تخت دل کے ہاتھوں گل یان لگا گئی ہیں گل کبخت دل کے ہاتھوں</p>	<p>مرا نہیں ہوں کہ میں کون سے دل کے ہاتھوں تالان نہیں ہو تھا اس راہ میں جس تو ہمت رفیع ہو تو فقر سلطنت ہے اسی خیمہ خیمہ سے آگے جو کہ کتا کرہ میں</p>
<p>ای درو آہ پہ پہ آتا ہی ہے جی میں پتا ہوں آپ اپنی کبخت دل کے ہاتھوں</p>	<p>جی نہ اوشوں میں پر میں جو تو ماری میں واپس نہ ہو کر لادو گل سے یارب</p>
<p>جہاڑت خاک جو میری یہ غبار میں خون عاشق بکھیرت ہو کہ بہار میں</p>	<p>جی نہ اوشوں میں پر میں جو تو ماری میں واپس نہ ہو کر لادو گل سے یارب</p>

<p>ہر گری کیخ نئی رحمت ردا من ہی وہی تارگر بیان وہی تار دامن ہنسے رکھتا مری گردن پہ چہر بار دامن خار پا ہو دین کسوی نہ نہ خار دامن</p>	<p>ہم کہ دامن کے ہیں کسین چٹ چٹ تار باندہا ہی مگر انک شکر ایک جوش جبکہ پاپ ہی کہ دامن کو ادا کر چکے فرش آ نکسین تو کسین ہیں پیر فرکان</p>
 <p>دور و نو کون ہے جو گرد پھٹکے پاؤں سے دور دامن ہے ترا صد تے تار دامن</p>	
<p>یان بنا شل حباب اپنا تو گریانی میں کہہ ہی سب ہیں کتری تاکہ گریانی میں کتبت گدازان کر سے ادھر پائے میں نرا ہر خشک ہوا خوب ہی تر پانی میں شعلہ سو تو کہو شعلہ دیکھو اگر پانی میں وہم کہتا ہے کہ اب پاؤں نہ دھو پانی میں</p>	<p>کسوں نہ تو جو ہے میں یہ دیدہ تر پانی میں انک سے میری فقط دامن پھر انہیں تر مردم دیدہ ہر خشک میں پرن شہی میں آتش می سو جاتی تو ادا تہر کا یا چشمہ آب نہ چشمہ غور شید سے کم جس طرح چاہا ہوں چوں بیان وہ سران</p>
 <p>عام آب میں جون آئینہ تو دبا ہی رہا تو بھی دامن نہ کہا و رونے تر پانی میں</p>	
<p>روزی کہوت اس لیے پرت ہی میں جس دن نگہ سے بند ہی شین چوت کھلے میں بہر وہی کتاب سدا جوت بھی میں دریا کی تلے کہت مراوت ہی میں چہاں کے تینوں کو سے کوٹ ہی میں</p>	<p>مسلو نہیں آنکسین کیوں چوت ہی میں کشتی کی طرح آنکسین مگر خشک میں بارو میں مثل جاکہ کسین تو دریا کا باندہ سیر نہ کرے کس جہو سے نہیں آنکسین آتشا ایا وہ مجھ سے نہ آنکسین کا بہنا</p>

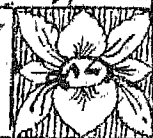
غزل

آرد رفت آدنی کی میری وہ بائیں کمان
بہنیکے جاڑ تو اسکا گردہ خیر شکر کمان
تب کہا جھیکا کو کوں سے سیاتیں کمان
جن دنوں انہی بل میں تھاموہ رشت کمان

کہ تو دونوں پاس ہیں ملاقاتیں کمان
پہنم تیرن کی طرف ہی تو کمان ہیں وہیں
بندہ مرے کے مری ہوگی مرز و ملو کی قدر
یوں تو ہوں دن رات تیر دل میں لگا ہوا کمان

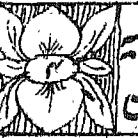


جس طرح سے کیلتا ہوں وہ دنوں کا یان
درو آتے ہیں کسی دیکر کو وہ کمان



کوئی اور بھی میری سوا اگر نہیں تھا کمان
یہ ہیں کہ انکھوں کے تیل میں میری دین کا کمان
میری پس تو ہی ایتنا یہ شکر نہ کران
کہ تو کو میری ایک بیان یہ وہ ہرگز نہ نہیں
کمان میں تجھ نہیں جا گیا لگا کمان مجھے کمان
سرا ہوں میری حیاں کجی میری حیاں کمان

جو درد سوا تو تیری یہ تباہی تو کمان نہیں
میری سحر تو کمان کا یہ نظر کیا یہ خدا ہی کمان
مر و ملو شیشہ کو ہوا تو تو کمان کو میری کمان
تیرا تھامو میری ہر تیری بیان کمان کو تو شکر
کوئی کمان کو میری یہ نہ کہ سیلی سا میری جرا
نظر نہ کر کمان کا کمان یہ کمان کمان




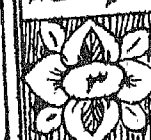
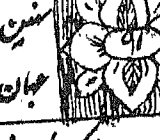
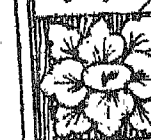





جو درد کو کمان کمان کمان کمان کمان کمان
جو کمان کمان کمان کمان کمان کمان کمان



ورنہ ہیں معلوم ہو گیا انون کی خویاں
پر کمان یہ خویاں یہ طور پر جو بیان
ورنہ طاعت کر لے کچم نہ تو کمان
درو انہی سا نہ کمان کمان کمان کمان

دکھو لیا تالی معشوق کی خوش پہلو بیان
صبر توں میں خوب ہوگی شمع کو حور بہشت
درو دکھو کمان کمان کمان کمان کمان
تو تھی میں پر اسکا بھی کیا خانہ خراب

	غزل	
<p>دل میں ہر وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں جی کو ان باتوں سے ہرگز آشنا کرتا نہیں جای شکلا کہوں ہے اپنی غل کر کرتا نہیں</p>		<p>نہج میں تو بہت دیکھتا گلزار نہیں سچی بیامت کرو مہر و وفار و شوخ تو کون سی شب ہے کہ مثل شمع بجلی ہی تھوڑا کچھ</p>
	<p>عشوقہ و ناز و کرشمہ ہیں سہی جان بخش بیک دروم تہ ہے کوئی اوسکی دوا کرتا نہیں</p>	
<p>جہاں چاہیں قدم کھینچیں سر شیکے ہیں گلوں ایک ہم ہی ہیں کہ نظروں میں کھینچتے ہیں</p>		<p>بڑی جوت یہ ہم جو ہے لہجہ ہر شیکہ ہی ہیں تبا و کون ہے جو تیرے گیس میں نہیں ہوتا</p>
	<p>سنین معلوم کیا ہو گا یہ دل اکس لہجہ میں اوجھا جہاں سے درو ایسے تو نہاروں ہی شیکتے ہیں</p>	
<p>اپنی غفلت کے سوکچے درو دیوار نہیں چشم بیدار تو ہے بزدل بیدار نہیں</p>		<p>آہ پردہ تو کوئی مانع دیدار نہیں ہیسے دل مردہ اگر رات کو جاگے تو کیا</p>
	<p>درو بان دو ہی پایوں پہ قناعت کیجے خانہ چشم ہے یہ خانہ خفا نہیں</p>	
<p>ہر صبح ہوتے آج تو اتنی نظر نہیں ایسا تو دبروں میں کوئی الفت نہیں</p>		<p>ای چہر کوئی شب نہیں جبکو سحر نہیں دل لیکیا ہر ایک نیک ہر طرف نگاہ</p>
	<p>کہ کون ہم دامن صحرایان میں ای درو آنسوؤں سے جو تیری وقت نہیں</p>	
<p>گریبان چاک ہم چاک گریبان</p>		<p>مرے ہاتھوں کی ہاتھوں ای غزیران</p>

<p> اوستے ہے ہر دق گل گلستان گلون کو باغ میں رکھو تو خندان تجھ میں ای دای جو تجھ تو کسان جتنی ہیں پران تو کسوں کے شبنم کہیں کہان چیتے ہیں جس ترقی تو یہ کہ ہم تین یان چیتے ہیں کیسے سودا ہے تو سودا ہی نہیں مدقین گذرین کہ دیکھ ہی نہیں کوئی یان فریاد سننا ہی نہیں پران ہو تا ہے دل کے شبنم خواب میں ہی دیکھتے اوس کو نہیں بے دقتیہ حسن کا زیر زمین </p>	<p> کلا ہے باب عرفان جسکے اوپر صبا جاتا ہوں گریان میں نہیں کریم ہم مردہ دل آجان ہاں چیتے ہیں زندگی جسے عبادت ہو سو وہ رستہ کسان ہرگز کے ہوا وہ بات نہیں آتی نظر دل تو سمجھائے سمجھتا بھی نہیں اوسکی باتیں مجھ سے کیا چھوہو تم داد کو تو ہو نچن معلوم ہے سین تو سب باتیں نصیحت کی کہیں جسکے میں دیکھ نہ تین آتی نہیں صورتیں کیا کیا ہیں ہر خاک میں </p>
---	--

رباعیات

<p> تجھے بھی کوہ ہے وہ باتیں کہیں نہیں سب کے باتوں کی کرسی نشین نہیں ہر چہاں ہیں کہ پادہ جوتی ہیں دلیلی باتیں ہر اہم ہوتے ہیں کہ چاہوں تو آگ لگن کہان پاؤں کہ مای دل کون گریبان کی مائیں </p>	<p> اگر ہی ہن تھا تو کی ہر نہیں نہیں ہر ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن دیکھا ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن </p>
--	---

دل میں رستے ہو پر انکوں دیکھنا مقدر ہے	گھر سے دروازہ تاک کر تو خدا میں دین
چاہے دونوں جہاں جل جاوین اس شعلہ کے ساتھ	و رو ایسی درد آہیں عشق میں غلو نہیں
زخون میں تو سدا کیج ادا کیاں ہیں	انکوں پر یہ ادوی انکھیں کہا کیاں ہیں
ہر آنہ جی میں جو کہ تم جانو یا نہ جانو	ہر سب تمہاری باتیں تہیہ کیاں ہیں
سیر کر دنیا کی غافل زندگانی یہ کہ کیاں	زندگی اگر کہ یہی تو جوانی یہ کہ کیاں
دیکھو میرے ضعف کو کہنے لگا نور طبیب	کوئی دم کو یہ بھی اسکی ناتوانی یہ کہ کیاں
کب دہن میں ترے سماں سخن	نہیں ترے دہن میں جاسے سخن
شعر میری عین دیکھتے حجب کو	بے مرا آئینہ صفائے سخن
کہیں ہو میں سوال جو اب انکوں میں	یہ بے سبب نہیں جیسے حجاب انکوں میں
کہ جو ہر مست لگا ہوں میں ایک عالم کو	لیے پہرے ہے یہ سنا تر اس انکوں میں
ہر دم بتوں کی موثر کتاب ہو دل نظر میں	ہوتی ہر بت پرستی اتنے خدا کے گھر میں
ایسا ہی غم نے تیرے پا مال کر دیا ہے	کچھ دل مانہ دل میں نہ کہہ مگر جگر میں



افراد

اوسن کہ سہو ہی جھکو کیا کام دل کے ہاتھوں	تینا نہیں کس کا میں مودلی ہاتھوں
نہیں جھکو تنہا یہ ملک نہ ملک سو غمیں	یہی ہی آرزو دل کی تر تو دونوں ملک نہیں
نزع میں ہوں یہ وہی ناگہم جاتا ہوں	مترے مترے ہی تر غم کو لیے جاتا ہوں
افسوس ہل دید کو گلشن میں چاہیں	گر گس کر گو کہ انکھیں میں پرز جہاں ہیں
شیخ میں رشک بیگناہی ہوں	مور و رحمت اس کے ہوں



روایت الواو

<p>پراس دل بیتاب کو آرام کنین بنو نست مع کین ہوو مجھ نہ شام کنین بنو ہوو سے جو صراچی کین تو جام کین بنو ہر ایک ہی اتنوں میں سرخجام کین بنو</p>	<p>ناغ نہیں ہم وہ بت خود کام کین ہو خوشنید کے مانند پروں کین بیکار یستی نہ عالم ہو وہ بے رابط کہ جسمین وعدے تو مریں ساتھ کی تو نہ ہزاروں</p>
<p>ہر چند نہیں خبر تھے درو دل کین اتن ہی نہ ملیو کہ وہ بد نام کین ہو</p> <p>کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہو جو سمجھے ہو سکے ہے سو سمجھے کہو نہو یہ آرزو رہی ہو کہ کچھ آرزو نہو آپس میں چاہیے کہ کبھی گفت گو نہو یاں تو کسو کے ہاتھ ہی ہرگز نہو</p>	<p>کیا فرق دروغ دل میں کہ جس دل میں تو نہو ہو نہ محل قوت اگر تیری درمیان جو کہ کہہ میں کی ہے تمنا علی مگر چون مع جمع ہوں گراں زبان ہزار جوں مع جاک سینہ مرا ای روزگار</p>
<p>ایں فائن ایڈیڈ دل نہو</p> <p>شہادت غیب کا تو ہاں ہر گاہی کو چتر دیو کہ کوئی کیونکہ نکلے سیاسی کو اعد ہر سو نیستی اتنی ہر دوسری بندہاں کو گنگا روں میں سمجھا کر تو اپنی بیگناہی کو</p>	<p>ایں دروغ کا نہو</p> <p>سچو نام کہ کچھ ہر طبع سے الہی کو نہیں کہ جس کے ہوتے ظلمت کا لالہ کو عجب عالم ہو ایسے ہر میں ہستی ستابی کو نہ رہ جو کہ میں تو زائد محمود رحمت سے</p>
<p>نہ لازم نیستی اسکو نہ ہستی ہی ضروری کو بیان کیا بھیجے اسے درو کہ جس کی تباہی کو</p>	<p>نہ لازم نیستی اسکو نہ ہستی ہی ضروری کو بیان کیا بھیجے اسے درو کہ جس کی تباہی کو</p>
<p>لاہوت اگر ہم اپنی دل دل داغ کو</p>	<p>ملک میں باہو نہ شمع داغ کو</p>

جانی تو تو زلف کے کوچہ کو اور صبا نسب بار دل زبایدہ نو صبر چمن بیل کی طرح ششالفت میں بیکہ دل کیا چپ رہی ہی سچہ مینا میں خوش تینیری تیزی علم کے سے بے کب	پر دیکھو جو میر کے کسی میدان کو کیدیہ ہر لیے پروں کا گلگشت باغ کو بند ہوا نہ دیکھو کہیں بال فراغ کو روشن کرانی جلو ہی چشم باغ کو نامے سے غنڈہ لیکے بیان باغ کو
---	--

ای و رو رفتہ رفتہ کیا آپ کو بچے گم اس راہ میں جلا تھامین کے سر غم کو		
---	---	---

ست ہون پر معاف کیا بکھو فرما تو صبح اور شیشہ کے مانند میری حب کو مال دینار و سکونت ہر طرح جون قبلہ نا اور افزونی طلب کی بد مرے کے ہوئی تیری خون آشامیاں تھوڑی آتی تھو حب میں سے جو کو ہوتا ہے زلف چرخ دور ہوں ادا وہ منوارگی بے پرست بات اہل دہر کرتے ہیں باں شوخ شیر صورت تقلید میں کب معنی تحقیق میں	پایوں میں خم کروں یا دست بوسی ہو ہیک کا موجب ہر قوی تو ہی اسباب رفو ہر جگہ ہر لہر کے آ رہا اوسیکے لہر خاک ہونے کے کیا پورہ گرم جستجو ایک قطرہ چھوڑ دو تو ہو ہمارا ہے لہو دیکھو تھکاوڑ کیا گانش میں گل کا رنگ بو سر اگر کاٹے اونوں کا حقیقت شل کرو نہت زبان شمع کو بھی شمع کو گفتگو رنگ ہی ہر گل تصویر میں کیدیہ ہو
--	--

سیکڑوں میں خم سے اس باغ میں نکل نہال خم دل کی بر نہائی و رو سیکن آرزو		
--	---	---

ماون کی اکھوں کے واسطے چشم ہر آن کو عیاں جب ہر جگہ دیکھوں اور ازینما کو	
--	--

نحوہ شمع کیا دیکھو نہ تو دکھاتا ہوں
نہ تہ نہ کیہ یہی طحال شش میں دانہ کے
چلتے ہیں تاروں کے طرح سورج سے
میں چون کاغذ آتش دہ اور ہر چراغ کا



نہ درج ہوا کہا جاوے نہ صدق مبینہ اس پر
کیا شخصیت کیہ نہیں نہ سرگزشت شخص امکان کو



نہ عطیہ لکھائی نہ غرض کہ شہر ہو
نہ گیتے کے سوا کوئی بھی ایسا کام کرتا ہو
نہین شکوہ جو کہ بیوفائی کا ترور سرگزشت
اتنی ہو وہی جو کہ کہ مرضی اے ہو



رباعیات



ای درویش سو نہ دلو ہنسا نیو
یہ لکھ سنا کہ تیل کی شستی ڈال کر دین
انہ بندہ یہ جو کہ چاہو سو بیدار کرو
میتہ کہیں ہمیش تمہارا بھی شخص ہو
کہنا کل اشتیاق تو رفتار یار کو
وہی ہی رنگ ہر وہ دامن تو اسی صبا
سرشتہ نگاہ تغافل نہ توڑیو
جاوے در قفس یہ لڑبال و پیکان
دے جو کہ کہ شیشے میں تابی تیرا ہے
کتاب آئینہ کہ نہیں ہے عیب اگر

لکھ چلو سے یوں تو یہ جی مت لکھائیو
اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئینو
یہ نہ آجای کہیں جی میں کہ آزاد کرو
دوستان درو کو مجلس میں نہ تم بیا کرو
آنکھوں میں کب تک میں کوئی شکار کو
کھیر لے پیری تو میرے عیار کو
ای نہ در سطر سے منہ اوسکا نہ موڑیو
صبا دین کیجو ہر اسکو نہ چھوڑیو
ساتھ تو تنگ نہ فرصت شباب ہو
دور انکے ہاتھ سول ہیں ہی آپ ہو

کسبہ ہنوز پایا میں ان آئندہ خوشحساب کو
میں سائیں سبیل سر تو گئے گیلین میں
دل نالاق کو یاد کر کے صبا
نہیم بیل کو کئے کسو کو چھوڑ
میں نہیں گشتا کہیں تم اور مت جایا کرو

نہ دیکھا اُنکے ہر ایک دم خورشید و چاند
ہی تو ہی نہ طغی کی ہر آرزو تھی کہ
ات کہتا جان ہ قائل ہو
اس طرح بیٹھا ہے غافل ہو
نبہ پروں کو ہی کہی اگر کہ

روفت الماء

ہر طرح ہمارے ہاتھوں میں آ رہا ہے
ہم گلشنِ دورانِ مین کے نصفِ طالع
اچھے شرفِ مہر اور ہر سی مین کیستون
اور وہ تو ہنستے ہیں نظرِ ملکِ مانتون
چمبیر ہی تو یہ نقشہ تو کھول صبا بار
بدخواہ سبھی عالم کو ہو دی تو ہو بیکین

گردل ہون تو از درہ خاطر ہون نہ بخندہ
سر سبز تو چین بیکین جو کہ نہ خواہید
جو بکلی نہ اسی بان سے کوئی دل شوریدہ
ایدہ ہر گونگہ کوئی پسکی ہی تو در دیدہ
رفتون نے کسے ہوجا یہ نہ پچھیدہ
یارب نہ کسی کے ہون شبنم دل دیدہ

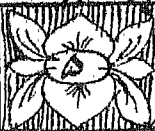
سکرتا ہے جبکہ دل میں چون ابرو سے پوسہ

اے درویش تیرا تو ہر مصرع جیسید

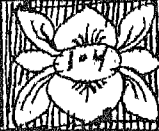
رکتی ہو میرے غمخیز دل میں وطن کرو
 چشم کشاد کا رسو سے نہیں چھے
 سوئے گراؤں کو نہ نہشت کی شہم
 اپنی اگر گرفتہ دل ذکر کیجیے
 ہر خند سی میت ہم سدا ناخن ہلال

بنحیضه نه کمال سیکلی میاید کشن گره
کرات برنشین بان گنجه شد تن گره
نایه بی بین بزرگشت شکفتن گره
سپید و رخا طراک را بنشین گره
کلیت و سپید کی کوئی آیین گره

جب چاہے کہ عقدہ دل تجھ کو لے
 تنگی سے تن کے جاسے کی تلو ہی دل خفا
 ہر چند کہ تو تو تو تیرا جی ہو گانٹھ
 کیونکہ یہ کار عشق گرہ در گرہ نہو
 جیسا کسی کو تیرے نہ یہ گانٹھ نہر کی
 ہوتا ہی آ زبان پہ میرے سخن گرہ
 ہر چون وہاں جاتی یہ پیر میں گرہ
 شیریں کو دل سر نہ لکلی کو کہیں گرہ
 یان دل گرہ کی شکل ہر اور دہانی ہر
 زلف سپید وہ نہ یہ جیسا ہر میں گرہ



راشد کہ تو ورو کی ہی ساتھ چاہے
 بند تھا سے کہوں ملک آگلیں گرہ



جی ہر دستہ مرا وکر ہر اک ان کرتے
 رات دن کشتی ہی رہتی ہو کیا نہر ساتھ
 کام تلو اور رہتا ہر سد اس کے ساتھ
 جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی

رہتا ہر ناز زبان کو تو میری جان کے ساتھ
 اپنی باتوں کے ہی میں نور کا دیوانہ ہو
 جو جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی
 اگر سیانہ نفسی ہی یہی مطرب تو نہیں



وہ ہر چند میں غار میں تو میں تو میں
 روز نیت ہر دے چھو سکیمان کے ساتھ



تھنے کیا تہ کیا بال پر پروانہ
 پر جو دیکھا تو نہ پایا اثر میروانہ
 نت نہ ہی آگ میں سو نہ جگر پر پروانہ
 سو جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی
 رہ رہ و رشک کی جابے ہر پروانہ
 پوچھوں اور میں کس ہو خیر پروانہ

کاش تا شمع نہوتا گزیر پروانہ
 شمع کے صفی تو ہو تو ہی دیکھا تھا وہ
 گر ترا حسن برشتہ نظر آجائے او سے
 کیوں او سے آتش سوزان میں جی جی
 ایک ہی جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی
 شمع تو جل بھی اور صبح نہو دار سوئے

غزل

دل پہ بے اختیار ہو گراہ خوش خرامی اور ہر ہی کیجے گا کیا کہوں تجھے ہنشین دل میں جو ہوسے ہیں قرار آپس میں جس پہ تقصیر وار تو سمجھو سنسنے اور بوسنے کی باتیں کرو دید و ادید رکھے جائیگا بت پرستی نہیں شعار اپنا شوخ تو اور بھی ہیں دنیا میں ہر گز ہی کان میں وہ کتنا ہے	تو ہی کہ کب تک اٹھی کر آہ میں ہی جون نقش یا ہونچشم براہ برہی سی لگتی ہے وہ ترہی نگاہ میں ترا آؤر تو مرا ہے گواہ ابھی ایسا تو کچھ نہیں ہے گناہ نام اور سکا نہ کوکان ہے چاہ جب تک ہو ملاپ خاطر خواہ ہم کو ایسا نہ سمجھو و اسد پر تری شوخی کہ عجب ہے واہ کوئی اس بات سے نہو آگاہ
---	--

درو اپنی طرف سے حاضر ہے آگے پہرے تمہارے ہاتہ نہاہ	۱۰۹
--	-----

جون جس دل کے ساتھ میری آہ قصہ زہت یا رکب کیا کیے	نہیں نالے سوا کوئے ہمراہ ہے دراز اور عمر ہے کوتاہ
---	--

درو رویش ہون مرے تقسیم خسب کرتے سے کہ کے یا اسد	۱۱۰
--	-----

دل واکو ہو سوا نہ اٹا کر گیر میں راہ ہم سے بی بانوں سے شرمندہ دم چاہی ہے	ہر دو انون کی طرح خانہ زنجیر راہ ہر صبا کی تئیں کب خچہ تصویر میں راہ
---	---

نازدول بین تو چنگویدر اشد شمشیر بیگانہ نظر پرے تو آشنا کو دیکھ آہن ہو، سونگ ہو سب جودہ گاہ	آہ پر تو نے نہ کی تمل کی تاثیر میں باد بندہ گراؤ سے سلسلے تو ہی خدا کو دیکھ چون آئندہ ہر ایک گز میں صفا کو دیکھ
--	---

ردیف الیاء

ارسی بہار حسن کا دل میں ہر چہ خوش ہے نعت سیدہ زکریا بنت ہر کلیم پوش ہے خلوت دل میں کر دیا اپنی کلاس میں خل ہو دی تو دریا کا آب پوینتیں اوٹھا ہے نالہ آہ کیجیے خون جگر ہے پیچھے خیر خیر جو پاس پر دم خون نہ چوڑ بیخبر و نگو بہر کسین دست قصانہ چوڑ تو غیر طال زار ہا کیا ہے طریق زہد میں	فصل بہار کی بلبل ایک یہ کلمہ دوش ہے شمع ہی اپنی ہاں اگر تو سودا خوش ہے حسن بکا چشمہ چمنہ و بال گوش ہے باغ میں ہوا اور کچھ سہی و بال و شس ہے عند شباب کے تو ہیں سوئم نالہ خوش ہے ہنسے جان کی سیر کی ازہن خلق خوش ہے شکل مل ہر ایک من و زہد ہر خوش ہے دل پر شگفتہ جس جگہ کو خد ہر خوش ہے
--	---

اپنے شبنم تو کام کی خور و جانہ سے نہیں
درو اگر لباس ہے دیدہ عیب پوش ہے

آفت جان مل لیاں و بت خود فروش ہے دل کو سپاہ دست کر کچھ ہی تجو ہوش ہے کیسے یہ ہوتی ہو صبا گفت و شنیدن میں آتش گل خون مرا گرم کر سو یہ نہیں حادثہ زہانہ کیا تیری جفا سو کیا بلدا	پہلے ہی جسکی شکست صبر قرار ہوش ہے کتنے ہیں کہیں آوا کوئید سپاہ ہوش ہے غفیر سبھی ہیں گل جام گوش ہے سینہ ہمیشہ آگ ہے دل میں ای خوش ہے ہیکو سپردت ڈرائش ہی یان تو خوش ہے
--	---

ہم سے تو ایک عصمت چاہیہ چہ نہ چاہیہ
 آہ کہیں نہ نا تو ان حال کر سو گیا بیان
 روزین ہوا ہین رخ شعور ساقیا
 اپنا گناہ کو ترا عفو ہی پردہ پوش ہے
 منہ پہ ہر گھر فاشی لہن بہر آخر و تر ہے
 اک دوسرا جام اور کھاتی ابھی تو شیش ہے

محنت دینے و درویشی جیسا ہے
 بابر بھی اوشا کے جیتیں سرے درویش ہے

اور سو سکھانے یہ جفا تو نے
 بکیسی کو عبث کیا بکیسی
 حال سن سن مرا لگا کہتے
 ہم نہ کہتے تھے ہو تو مت شوق
 جے تو جسے تر رہا ہے مل
 کیا کیا اے مرے وفا تو نے
 قتل کر محب کو کیا کیا تو نے
 مین سنا کہ نہ کیا کیا تو نے
 پاؤں دل اپنے کچھ سنا تو نے
 منہ لیا موڑ کیا ہوا تو نے

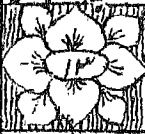
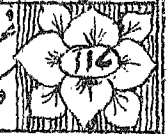
ورو کوئی بلا ہے شیخ مرزا
 اور سو چھڑا ہوا کیا تو نے

دل مرا چھو دکھا دیا کس نے
 مین کہاں اور خیال ہو کہاں
 وہ مرے چاہے کو کیا جانے
 ہم بھی کچھ دیکھتے سمجھتے تھے
 سو گیا تھا جکا دیا کس نے
 منہ سے منہ یوں بڑا دیا کس نے
 یہ سند یا سنا دیا کس نے
 سب کا ایک چہیا دیا کس نے

وہ بلائے سے بہا کشتا تھا اور
 ورو تھتہ تک ملا دیا کس نے

اہل فنا کو نام تھی کرنگ ہے
 روح فرار بھی مگر جاتی یہ سنگ ہے

<p>فلج ہو بیٹھ نکرے دونوں جہان حیرت زدہ بنیں ہر نقطہ تو ہی آئینہ اس بہتی خرابی کا کام تھا ہمیں حکلیہ نہ سپار نہ توشیح کی طرف کیا ہر ذریعہ عشق تباہ فرنگ کا عالم سے اختیار کی ہر چیز صلیح ہیں کیا کہوں خبر نظر آتا نہیں ہر کیا</p>	<p>خطرہ جو ہر سو آئینہ دل پہ رنگ ہے یہاں کسی بھی جگہ اکھ کی ہر سو رنگ ہے اگر نشہ غم و غم یہ تیرے ترنگ ہے اوسکی زبان ہی اوس کا نام رنگ ہے جھکے تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہے پراپہا تہ جھکے تو روز رنگ ہے اس گلشن جہان کا جگہ کر رنگ ہے</p>
---	--

	<p>غنیہ شگفتہ ہے ہر سو وے کہ اس میں آرو دیکھا نہیں میں جا کے تو کچھ اور رنگ ہے</p>	
---	--	---

<p>احد نہ ہر طرف تری جلوہ دکا دیے ہر کشتہ تغافل ہستی کے شباب رہتی ہیں چشم آتشیں یہ تیری داغ و خوار عشق کی طرح جھنے تو یہاں نام و فلک کھلا دل انہر دہرے حال پر کسی یا رب یہ کیا ظلم ہے جس نے اک آن میں عالم میں جھنے پاگ کہ تو سو ایک ایک صبا دیکھتے ہیں کہ گرفتار مان گئے ابر شرہ چشم تو کیا ہے کہ گھر کے گھر دونوں جہان کی نری پر خیر اوسے</p>	<p>برے تعینات کہ جو تو ہٹا دیے خاطر سے کون کون نہ اس نے ہٹا دیے کتنی ہی تیغ ابرو نے قصے چکا دیے تو نے ضد اسی جانے کہ کید ہر آواز دیے ہر چند روتے رہتے میں نامے بہا دیے کتنی ہی عروسے شہر سحر کے جلا دیے اولی سے روزگار نے یوں ہی کھلا دیے صدقے کر اپنی کج کسی نے چھڑا دیے تو نے برس برس کہ ہزاروں بھا دیے دو پہاڑ تیری آنکھوں نے جھکوا دیے</p>
---	--

ای شورش گردش دوران را بل قبر
چاہو وفا کرو نہ کرو اختیار ہے

شک ہی نہ سونے پاگو روہین جکا دیے
خطر جو اپنے جی میں تو بوسہ اور بھاد



سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے مت م
اے درو کی بہا دیے اور کچھ جلا دیے



گر باغ میں خندان ہوا لب شکر آوے
تا کہ کچھ پھر پھر اور پھر ہی کو بھی ہے
روئے ہی تری گنج شہیدان کو غریب
زادہ کو جفا دیکھو پیچیدہ ہیں یہ زند
کتے ہیں کیلکیرت تری تیج چلی ہے
جون خوابیہ و راستہ نفلت یا شا
ای طبع روان تری مدد ہو و تو شاہد

گل سائے دامن سے منہ دہا نکھارے
یان بھری راگنی جب تک خبر آوے
جی دیکھو غلام کوئی کس تپا پر آوے
آتا ہی تو خود را کیو گھر میں ہر دہر آوے
تب جانا کب اگر وہ قدم چلے اس پر آوے
کسل جا اگر آنکھ تیر کیا نظر آوے
اس بحر میں جیسے ہی کوئی شہر تر آوے



مطلق ہی نہیں وروا صاف سے ستر
عدے سے تعبد کے کوئی کیونکہ پر آوے



ادیت کوئی تری غم کی سیر جیسے جاتی ہے
سناؤں کیونکہ اپنا حال میں کیا نہ ہو سکے
نہیں شاق آئینہ کے وہ چھوٹا ہینٹ
تیا ستر میں دل پہ میرے حشر پہ
اگر آئینہ چاہے آئینہ شکر تو نہ ہو سکے
پر کیونست ہی رہا ہر جک و و کیا کیے

کیونکہ دل کیا نہائی تو چھائی نہ لائی
پتھہ جب گلین گھر تو نہ کو نہ لائی
صفا تو عافیت ہی اور نہ لائی
ہر س دم تباہین تو یہ کیوں نہ لائی
سیر سونے شکر گاہ کی سیر ہی نہ لائی
کہ ایسی زندگی سی چیز یوں ہی نہ لائی

<p>جانی دیکر پارسی ہو تو مل سکے نشوونما کی کسو اسیدای بہساربان تحریک ہو یہ اوس یہ قدرت کی دورہ ستر جا بہ جبکہ نفرت گسیا گیا گر نہ نہ دیو پر خنک کی نظرون ہو دل کو ہم روش خمیر حقیر ہین عالم ہین ہون جو ہم دوجہت ہوشیہ گران شک کو گزار</p>	<p>شکل ہر جبین بیچی سرجی ہو نکل سکے میں شکش خہ ہون کہ نہ ہو نہ ہل سکے اوست و پاستیا کوئی بات ہل سکے میں نہ غری ہون کہ نہ ڈوبار و ہل سکے کوئی اگر کسو کے سہا سہا سنہل سکے جہج آسیا سے انہو یہ دانہ نہ دل سکے یکہلائے جہجے کوئی دل پکیل سکے</p>
---	---



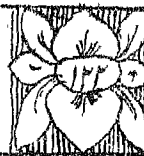
کہہ اور ہی غزل کوئی پراس دلیف ہین
 اے درو قانیہ کو اگر تو بدل سکے



<p>ارض و سماکان تری دوست کو ہیکے وحدت ہین تری حروف دلی کا نہ سکے میں وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا نہ جھ قاصدین یہ کام ترا اپنی راہ سے غافل ہوا کی یاد یہ مت بول نہ ہیا یارب یہ کیا طلسم ہے ادراک فہم یان گو بخت کے بات بہائی یہ کیا حصول اومحای ناخوشی نہ تو آب آشکے</p>	<p>سیر ای دل ہر وہ کہ جہان تو ہما سکے اُٹھ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے اوسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے اپنی تین ہلاک اگر تو بہلا سکے دڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے دل سے اوٹھا خلافت اگر تو اوٹھا سکے یہ اک وہ نہیں جسے یانی چھٹا سکے</p>
--	--



سب شرب عشق و خوید ہو جبکہ حشر
 اسی درو چاہے لاسے بخود ہر نہ لاسکے



شعر

ہوسید جھین جو دیر و دم کر جانے کی
وگر نہ جو ہے سو گز و من بین کر جانے کی
غیر سنی جو کہیں ہیں کسی کے آستانے کی
نہ جھیر لائو کہ یہ بات کیا وداستانے کی
ہوس تھی نہیں گسوانا کے داستانے کی

قسم ہر حضرت مل کر کہ آستانے کی
طریق اپنے پر اک دور جام چلتا ہر
کیا جگر گری دان تیر و مردوں نے
نظر نیچر تو میر سے دل کھنکھانے پر
جفا و جبر آستانہ پر سے لمانے کے

عین ذکر تو ہے درو یا و عساکر کو
ملج تباہی ہے کہ اپنے پتین بہلانے کی

خیز وصل سوانہ کی ہیں آستانے پر
ہر قطرہ کم از پایہ کمال اس نہیں ہے
یہ فقر کی دولت ہو گیا غلام نہیں ہے
گھٹا شیں میں تکر پہلوئی کی یہ باستانے پر

کوئی بنی رہا اپنے تئیں روشن نہیں ہر
وہ شمس نکلتا میری چشم سے جسکا
زنا راوہر کو لیت چشم حقارت
گذرا تباہ کون صبا آج اوہر سے

بیفائدہ انفاس کو ضائع نہ کر اسے در و در
ہر دم دم عیسے ہے سچے پاس نہیں ہے

ہر نرم طب جو نہ رہم زنی ہے
جوخت ہر سر شاک عقیق نہیں ہے
ہر جان سوی جان کا دل پر سوئی ہے
ہر نفس قدم اوہی آسودہ نہیں ہے
اکہی تو میری جان ہی پر جان نہیں ہے

یاں دلشاکر پر کہ میں بھی دلشاکھی ہر
دل نگر کی کیا میری ترا کے بہن نے
کیا کام تجھے فخر دے گا کہ میری کہا
تن پرور سے خلق کیسے پرور نہیں پائی
اگلی جویا آئی تھی سودا پر علی تھی

اے ورور کون کس سے تبار از محبت
عالم میں نفع و حین پیہر باطنہ زنی ہے

یہ بلا جان بجا پر آتی ہے
دفع میں اور میری چپاتی ہے
آشتی کی رات جاتی ہے
جی میں جو کہ اپنے آتی ہے
اب جدائی محبت مستاتی ہے

آتش عشق جی جلاتی ہے
تو ہے اور سپر ہنس ہے ہر وقت
شام بھی ہر چکی کہیں اب تو
کچھ صاب نہیں ہے کیا کیلے
ٹنگ خبر کے کہ ہر گھر سے ہکو

ورور اسکو بھی دید کر لیجے
نوجوانی یہ صفت جاتے ہے

تجہ سوا بھی جیساں میں کچھ ہے
اُن میں کچھ ہے اُن میں کچھ ہے
باقی اس فیہ جان میں کچھ ہے
دیکھتا کچھ ہوں دھیان میں کچھ ہے
دل نامہ سر بان میں کچھ ہے

بے غلط گر گمان میں کچھ ہے
دل بھی تیرے سے ڈنک سیکھا ہے
سے فیر تیغ یا رکتے ہے
ان دنوں کچھ عجب سے میرا حال
اور بچے چاہیے سو کیسے اگر

ورور تو جو کرے ہے جی کا زیاں
فائدہ اس زیاں میں کچھ ہے

ویسے ہمارے طالع بیدار ہو گئے
آغیر کو جاگ جاگ کے ناچار ہو گئے
دیکھو تو کیا سہا سہا یگر فٹا ہو گئے

آرام سے کہو بھی نہ کیا ہو گئے
خواب عیدم سے چونکے تھی ہم تیرے ہو گئے
اوتھی نہیں ہے فانی تیرے سے جدا ہو گئے

تیرے گلے پہ یوں آرام گاہ ہے
رکتے قدم کے باقیوں تو رہا چھوٹے

وہ مرچے جو رزق برہم جہاں تھے
اب اوٹھے درو یاں سے کس پادری کے

آج ناریں شمری زور دسوزے کی
جی چر رہی ہر چہ ہی زندگی کس کی
غیر بکتے ہیں عیش میری پیا کر کے
کہیں نہ تشبیہ ترسے آسے دہ کوئی
زخم دل جتنے تو بیاں سے جگر دوزی کے
اور تو کیا کہوں میں اپنی سیہ دوزی کی
سوز فانی نہیں محتاج بد آموزی کی
شیخ کو اتنی نہیں ملے دل افروزی کی

شکوئی فکرین آتی ہے اوی سے جس کو
درو کی طرح کہوں نہ نور و زورے کی

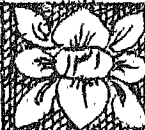
جون سخن اب یاد رک عالم رہے
تا اب چون قطرہ جہاں منفصل
پہ چلا آنکھوں سے دل سو کر گزار
رک نہیں سکتی ہیں بیان کی واردا
ہے زمانہ وہ کہ مثل آسمان
ہم ہی اس وحشت سیرت نہیں اودا
ہر حال عقل زیر آسمان
کیک آتش کھا کرے یوں قہقہے
زندگانے تو چلی جا ہم رہے
بس جگہ سجھ کرے اہم رہے
منہ بہا کر جسم رہے تو جسم رہے
کب یہ ہو سکتا ہے پریا تم ہے
جیکے آکے اہل رفعت ختم رہے
اور بھی جو آئے سویان کم رہے
حس ہو جس ل میں وہ خرم رہے
چو تکیوں کے گہرا کا تم رہے

رکھتے فہم من روئے کو یاد
جب تلمک اے درو دہن میں کم رہے

<p> بلبل نہ برائی باغبان سے لیتے ہیں نثرہ سے کام ابرو چون غنچہ وہاں دل ہے غافل مانند صبا ترے گلے گلے میں ہمیں سیف زبان تری مسیت دوہن دہ ہوا قلم کے مانند شیخون کے لیے خاک پری ہے بہر آن میں واردات دل پر بزم نام کرے ہے دستہ رز </p>	<p> گل کا بھی نہ کچھ چلے خزان سے یہ تیرے نہ گو گمان سے ہر غنچہ کہ نکلے ہے دہان سے چو کوئی گیا پہر اندہان سے کہ ساغر چشم دلستان سے جو حوت نکل گیا زبان سے کہینچے ہرے تیغ لکشان سے آتا ہے یہ قافلہ کمان سے تیغ اور سکو نکال اپنے بان سے </p>
--	--



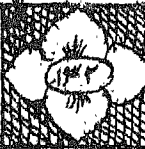
ہے شمل جریغ و رو سیرا
 دشمن دم عیسوی بھی جان سے



<p> کہے دماغ کہ ہو دو بدو کہنے سے بزرگ نام ہوں بربندہ دل نگینے سے کیا ہر فیض مرے دل کے اگینے سے شال ماہ زیا وہ نہیں سینے سے کہ زندگانی عبارت ہی تیری جینے سے یہ نفت مال لگا ہوا ترے سینے سے </p>	<p> نہ مانتا دوشاں فلک کے ہماری کینوں سے نہیں خیال مجرنا تم سیمان کا بیان دائرہ انگور مجرستون نے ترقی اوتنیزل کوہین کے کچھ عرصہ مجھے یہ پڑی دل زندہ تو نہ مر جاوے ماں کا رہنما یا قبور نے ہمسکو </p>
---	---



بسا ہر کون ترے دل میں گلبدن ای و رو
 کہ پو کلاب کی آئی ترے پسینے سے



<p>جی کی جی ہی میں رہی تپا نہو نہ پائی دیر داد پہ پہلی دوسرے میرے اور کے کون وہ دوسرے سامان کیا رہ جڑا اور کچھ شیعہ جی تم مجلس نثر شائع جی میں منظور تھی جو آپ کی خدمت کا ایک ہی اوس ملاقات نہو نہ پائی پر جو میں چاہتا تھا نہو نہ پائی جسکی خاطر کہیں نہو نہ پائی جسے کچھ خوب مدارات نہو نہ پائی سو تو ای قہر عاتق نہو نہ پائی</p>	<p>جی کی جی ہی میں رہی تپا نہو نہ پائی دیر داد پہ پہلی دوسرے میرے اور کے کون وہ دوسرے سامان کیا رہ جڑا اور کچھ شیعہ جی تم مجلس نثر شائع جی میں منظور تھی جو آپ کی خدمت کا ایک ہی اوس ملاقات نہو نہ پائی پر جو میں چاہتا تھا نہو نہ پائی جسکی خاطر کہیں نہو نہ پائی جسے کچھ خوب مدارات نہو نہ پائی سو تو ای قہر عاتق نہو نہ پائی</p>
--	--

<p>جی خا بہی گیا اک نگہ گرم کے ساتھ درد کچھ اور عنایات نہو نہ پائی</p>	<p>جی خا بہی گیا اک نگہ گرم کے ساتھ درد کچھ اور عنایات نہو نہ پائی</p>
---	---

<p>فرصت زند کے بہت کم ہے گو سراپا ہے آب آئینہ دل پر چاک ہے کل خندان دین و دنیا میں تو ہی ظاہر ہے خبر و شکر کو سمجھ کہ ہیں دوزہر ست عبادت پہ بھولیو زاحد سلطنت پر نہیں ہے کچھ موقوف اپنے نزدیک باغ میں تجھ میں نہ ملین گے اگر کہے گا تو دل عاشق کے بہتار سے کو</p>	<p>مستقیم ہے یہ دید جو دم ہے اپنی اکھوں میں چشم لزم ہے شادی و غم جہان میں تو ام ہے دھون عالم کا ایک عالم ہے سانپ کی زلیست ہی شجر سم ہے سب طفیل گناہ آدم ہے جسے لانا آوے جام سوچ ہے جو شجر ہے سو نخل ماتم ہے تیرے خاطر میں مقدم ہے دو ہے سچے ہے جو کہ غم ہے</p>
--	---

<p>درد کا حال کپہ نہ پوچھو تم وہی رو نہا ہے نت درمی غم ہے</p>	<p>درد کا حال کپہ نہ پوچھو تم وہی رو نہا ہے نت درمی غم ہے</p>
--	--

دیرہ جامِ حبان نما ہو مجھے	دل مرا باغِ دلکش ہے مجھے
خاکِ انکھن میں ملو گیا ہے مجھے	چشمِ نقشِ قدمِ ہون میں کیس
تجسسے پر اور ہی صفا ہے مجھے	مجھے ہر چہ نہ تو مکدر ہے
اے زبانِ تجسسے ہو گلا ہے مجھے	کہیں خاموش ہو کہ مشکلِ شمع
شیشہ کے ہر املا ہے مجھے	پاؤں لرزے ہے مست کے ہاں
یہ نصیحت سے بد عا ہے مجھے	ور و ترے پہلو کو کست ہون

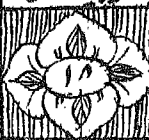


ور نہ ان بے مروتوں کے لیے
اور بچے ہو خراب کیا ہے مجھے

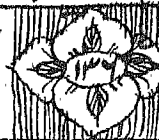


نہ کو کسی طرح تو جاکھیے اوس سے
پہر چیرے اور باتیں نہ کیا کیجیے اوس سے
وہ بھی تو نہیں بقی نہ کیا کیجیے اوس سے
دل جس سے ملے اپنا ملا کیجیے اوس سے

یار و مرا شکوای بہلا کیجیے اوس سے
جہن جون وہ کیسے ہی تو یہی کہہ چہین
سوم تیرین ٹھکری اب سے نہ ملے
پیرا اگر مجھے ہو غمخوار ہو بہت



ہم کہتے نہ تھے درو سیان چوڑیہ باتیں
پانی نہ سزا اور وفا کیجیے اوس سے



تھے سیکڑن ہی نا اور ابہ اکیہ م س
بہنے کہ آگئے ہیں بٹیکے ہری عدم س
سیرا حدوت آخر جا ہی بٹہ قدم س
سب تہسے ہو سکے بکن ہندین س
ہون نکل گس کہیں پیدا ابی نام س

سر نہر تہا نیشان میری خلیک عم س
واقعہ یاں سو سہم ہیں نہ کوئی مس
میں کو نہیں ازل سرتا اب ہون باقی
گرا سہر تو ملیے ورجا پیے نہ ملیے
شقائق گر تہا کہہ لکھے تو کیا عجب ہے

<p>نزدیک تو جاوے کیا دوا پر کرم نہیں سب وہ باتیں ناچھو کر چندان نہیں ہر طالب شوق و شوق گر یا دہاں براہ راست نہ گئے اوشیحہ یہ نہیں ہے کچھ</p>	<p>ہر خندہ تندر تو نہیں ہا ہے اب یہ کہانہ دونا کشتی کدہ ہر اک گاہ مانی کو ہو و گاہ گاہ کا ہر کوئی بندہ کشتی نصیب طالع اگرچہ دامن کشتی نشو و رکھو</p>
<p>نزدیک تو جاوے کیا دوا پر کرم نہیں سب وہ باتیں ناچھو کر چندان نہیں ہر طالب شوق و شوق گر یا دہاں براہ راست نہ گئے اوشیحہ یہ نہیں ہے کچھ</p>	<p>نزدیک تو جاوے کیا دوا پر کرم نہیں سب وہ باتیں ناچھو کر چندان نہیں ہر طالب شوق و شوق گر یا دہاں براہ راست نہ گئے اوشیحہ یہ نہیں ہے کچھ</p>
<p>زبان جب تک ہے یہی گنگو ہے میں بے صبر تاشا ہوں و تندر ہے ترے آرزو ہے اگر آرزو ہے گل دوستی میں عجب رنگ دہے جہاں آنکھ بندگی نہ ہوں تو ہے</p>	<p>راجی ہے جب تک تری توجہ ہے خدا جانے کیا ہوگا انتخاب اسکا تسا ہے ترے اگر ہے تمنا کیا سیر سب چنے گلزار دنیا نہایت ہے یہ دیدار و دیدار</p>
<p>نظر میرے دل کی پڑی و رکس پر جہاں دیکھتا ہوں وہ ہے رو رہے</p>	<p>نظر میرے دل کی پڑی و رکس پر جہاں دیکھتا ہوں وہ ہے رو رہے</p>
<p>اگرچہ رفتہ ہو گئی تو کہاں کچھ نہیں تھے نہ کہیں سکی باغبان جوں شمع چوڑی کی نہیں یہ زبان شگ گراں ہوا یہ خواب گراں آہا ہر باد جب کہ روئے دیاں</p>	<p>روندے سے نقش پاکیلے خلق مانگ اگرچہ زخمت ماندہ اوٹاؤں میں آئین رہو ہی کو میں گئی میرے تین تمام تہی کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ کچھ اور کچھ غم کھوا سو جہاں نہیں</p>

جائے ہون خوش دماغ خوشکوار کی ہو	بدام رو بہ نظرین وہ دکھا جانے لگے
جائے ہون کہ دسمدم اس خاک میں ملا ۱۳۴ ہے خضر راہ و رو بہ رنگ سدان لگے	۱۳۵
کتب اولیوانہ آؤ قید میں تیر سے قدردون کی گھنٹے کی سنیں یہ ماہ دار دیکھنا آؤ گے از خود زندگان کا حال سنم اس قدر کہ کون مل کر نہیں خاک میں	جوان صدا نکلا ہر جا ہر خانہ زنجیر سے جو ہری قہقہہ نو و جہر شمشیر سے جا بجا بشت بردار ہیں تصویر سے خیز غزالی کے بتکیا فائدہ قہر سے
۱۳۶	۱۳۷
ہمچشمی ہر جہت کو مہر چشم شر سے اکرم وضان اسکا پہنچتہ ہرگز کھنکھناتی تری دھنکی ہر سے شا جاؤں میں کہ ہر چون گل بانی ہم گرد کعبے ہی بھلا شیخ تری ساتھ چلیں گے اس طرح کہ روز تو جی اپنا رکے ہے کھلے ہی میری آنکھ جہا حال پہ اپنے ایں گنگہ کو تو کی کیا شیشہ کے حق میں	اکی ہر نظر بہر وہن غائب ہر نظر سے پہر نے کا نہیں عمر کے مانند سفر سے بھگو تو نہیں کام کسو کی بھی کمر سے جانے نہیں دیتا ہر ادھر سے نہ ادھر سے ایہ ہر کو پہنچے ہم اگر بارے گھر سے ایں کاش یہ ابرخہ دل کھول کے ہر سے جہن شمع گستا جاتا ہوں بہ اپنی نظر سے کرتا ہر کوئی بھی یہ سلوک اپنی جگہ سے
۱۳۸	۱۳۹
گرا خاک مری سرمہ البصار بن ہو	تو کوئی نظر قابل دیدار نہ ہو

سرشتہ الفت ہی برآشتی و برآشتی	یہ رشتہ ہر سہم و زمار نہ ہو
کشتی ہی قسمت میں ہم کیا دوسریا	پروں کو سود سے تو گرفتار نہ ہو
پہرہ کی طرح تو نزدیک نہ شک	دنیا میں یہ جینے کا جو گزار نہ ہو
دل و سی سنگار سے اندام محبت	ایسا کہیں پروں کیسویں ساز نہ ہو

کر زندگی اس طور سے اے ورو جان میں
خاطر یہ کسو شخص کے تو بار نہ ہو

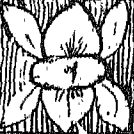
وہ ایک کسکی نظر میں یہ اعتبار بھی	کہ ایک دم ہی نہیں اپنی پاس پر مجھے
سو اترے کسو میں نہیں پروا شدن	شمال آئے اتر چشم انتظار مجھے
ہمیشہ اپنی نظریں سبک میں رہتا ہوں	وہ ہے اور دن کی نظریں میں گرفتار
کہو بھی جیہیں نہ گذر خیال تری	بزرگ سایہ بنایا ہے خاک رنجے
تہا کا وعدی تباہ خیر میں جھٹا ہوں	رہا ہی ایسی ہی لوگت کی کار و بار مجھے
یہ کتن برق تھی ہوا پر آفت جان	کہ ایک دم نہیں جوں شعلہ اب تو زخم
جفا و جد تو ظالم بھی گوارا حسین	مگر یہ رسم جدائی ہے ناگوار مجھے
یہ آب ہی آب کہ ہر تورا پانی بدلتی ہو	دکائی تو سہی منہ ہی اکیسا رنجے

اس امر میں ہی یہ بے اختیار ہے بندہ
ملا ہے ورو اگر یان کہ اعتبار مجھے

نرف کیا کہی ہوں کہ وہ دم ہی مانع ہو	آپ کہیں کو اوٹینے کو کتدین مانع ہو
دیکھتے جس کو یان اوی او پی کہ مانع ہو	کہ کہ شیعہ چلے ہی گم غیب چلے ہو
فر سے کیا معاملہ ہی میں اپنی دامن	تقدیر تو ہی نہو اگر ہو عجب مانع ہو

دل ہر سویش لیش ہر سینہ سوراخ داغ ہر
دیدہ آئینہ گل طبع مجسمہ ہر ایوان ہے
اپنی تلاش سے غرض سکون تراغ ہر

حال مرانہ پوچھیے میں جو کون کیا کون
کونہ سکی کیونہ خار سے نشے کی آبرو
نستے بن چون کہ آہ تو ہم ہی سہیب ترانہ



نفلت دل پہلی مگر نینہ گوش خلق درو
بیل داستان سراورنہ ہر ایک زاغ ہر



یا کرے ہمیں کہی کہیہ خجہ داغ ہر
دل ہر شکستہ جس جگہ دوہی چین ہر داغ ہر
شل جابہ ترگونہ ہم ہر ایوان ہے
دل ہر کہ شعلہ کوئی شمع ہر باجران ہے
عمر گنہ شستہ کی طبع ہم ہی سدا سران ہے

انہر تین تو ہر تری غم ہر المیہ داغ ہر
جی کہ خوشی نہیں کرو نہ ہو گل کرنا تہ کچھ
کے چشمہ مست فی زہم کو یون چکا دیا
جلتے ہی جلتے صبح تنک گدزی اسو نام
پایکے کس جگہ تبا اے بت پیوفا تھے

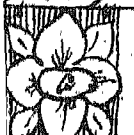


سیر ہار و باغ سے ہکو معاف کیجیے
اوسکے خیال زلف سے درو کسی زاغ ہر



تو بھی ادھر نگاہ کرتے سینہ داغ ہر
خون ہر انہر شل گل ہمہ ہر ایوان ہے
کہتے ہیں جس کو یان یا اپنی نظر میں داغ ہر
گرچہ ہنسے ہیں ام میں کی تو تین داغ ہر
زراہ خشک بھی کوئی سخت ہر خرد داغ ہر

خطہ نمطہ یان نیا داغ ہر اور داغ ہر
تیری نگاہ مست درجہ یہ کی ہر تھی
دولت فقر کے خضر گرد ہر جاہ سلطنت
اوسکے خیال زلف سے ہمیں چڑا دیا
ہنسے کہا بہت او پر نواہ آدھے



اہل نظر کو رہنا در و نہین ضرور کہہ
شل ضرور ہی ہے چشم اور وہی چراغ ہے



ہنسی کی زلف میں کب پھین دیاغ ہو
 شعلہ دل کو ہرگز ہی عود یا مس نہ بھیا
 ہر وقت دیکھ آپ کے ساتھ جا بجا
 قصہ حریف میں نہ پونچھ کر تکیہ کین

کچھ تو ہمیں ہر سو ہی کمان دیاغ ہے
 اپنی باطن تو مان ایک ہی چلنے ہے
 کچھ ہی دیر بھٹ سچھے ہمہ کیا نہ لے ہے
 دن ہی ہی ہر جست و رات ہی سراغ ہے



درد وہ گلیدن مگر غج و نفیس تر اکسین
 آج تو اس قدر تبا کیلے باغ باغ ہے



پہلو میں دل چپان نہیں ہے
 عالم ہو قدیم خواہ حادث
 دہشتہ ہے تختہ تمام عالم
 غنقا کی طرح سین کیا بتاؤں

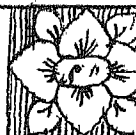
ہر خند کہ بیان ہے بیان نہیں ہے
 جدم نہیں ہم جہان نہیں ہے
 ہر خند کہ تو کسان نہیں ہے
 جز نام مران شان نہیں ہے

جوت شمع نہ راز دل کہوں گا
 وعدے یہ ہو کیونکہ بیان تسلی

ایسی ہی مری زبان نہیں ہے
 ہرگز یہ تجھے گمان نہیں ہے



فریاد کہ در و جب تلک میں
 تیار ہوں کاروان نہیں ہے



عشق ہر خند مری جان سدا کھاتا ہر
 آہ تک میں بکون تیری بکشتی ہے
 ہنشتین پونچھ نہ راؤں غم کی غولی تیرے
 بات کی دل کی بیمار تونہ سلجے جسے

پر یہ نہ ت تو دوی جی تھی جی پاتا ہر
 باتیں لوگوں کی ہو کچھ دل جیسے سنو تاکر
 کیا کون تجھے غم کی مری بہاتا کر
 آپ ہی خوش ہو رہے ہو پھر پھر پھر پھر

جی گرا کر کہ شکر کچھ سوجھ جاتا ہر
 دل دشمن یہ تجھے گمیر کے سپرد ہے

دیر وادیر تو سوتی ہے جو مل جاتا ہے

راہ بینڈی کبھو او شخ کسین سہو

درو کی قدر مرے یار سمجھنا دانش

ایسا آزاد ترے دام میں یون آتا ہے

کہ دل کے تئیں دل سے بیان راہ ہے
غرض پہر تو اشد ہی اشد ہے
تو قاصد ہمارا سہرا ہے
فقط ایک دل ہے کہ آگاہ ہے
دم سرد ہے اکس ہوا خواہ ہے
خبر گیر دل کام بگاہ ہے

یہ حقیقت ہے یا کہ افواہ ہے
اگر بے حجاب نہ درو بت ہے
عدم رفتگان کو جو کتنا ہے کچ
نہ بیان علم و دانش نہ فضل نہ ہنر
کئے نالہ و آہ سب ہمنفس
خدا او سکور کے سلامت رہے

یہ کیا درو بکھیر نصیبت پڑی

کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

پیارے
گمراہ
بہشت
دو عالم
پر کینہ
یہ فراغ
یہ فراغ
یہ فراغ

دشنام دوسری بکھیر کو تو جان کر مجھے
اکھ کی طرح سے آج ہی ابنہ آچکے
کتنا سو کر نگاہ پر آئینہ رومرا
آنا بندہ خانہ اگر تجھ کو عار ہے
ہر دن رو برو چشم تو میں سرور دلو
سدرے میں تیر کت پت پت پت پت پت پت

ہیں شعر تم جتنے زمانے میں

اسکے درو مانتے ہیں یہ سب

یہ غیب کے جلوہ کے تین جلوہ گری ہو
گر ناز کیے عشق تو رنگ لکھا
جو شیشہ ساعت میں تکرار ہو
سو طرح سے دیکھتے ہیں اور سو طرح ہنسنے
دل نکالتے ہیں چوہے دل خستہ لکھانا
ہر چہ نہ زور شہید زور سیم میسر

جو شخص کہ گذر ہو زور سے نظری ہو
ہر سنگ میں شیشہ ہر شیشہ پری ہے
دان دل میں کہ شہر ہو یوں باوہری ہے
مجھے نہیں ملتا یہ مری بے نہری ہے
جوں گامت گل سحر تری پردہ دی ہے
تو ہی تو حریفوں کی تھیل دروہری ہے



لیتا ہے غم وہ تو ہی خلق کی بسکین
اسے تھیل اسے دروہت بی خبری ہے

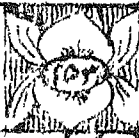


جگو تجھے جو کچھ محبت ہے
رنگ کہتے ہیں غلٹھے جبکو
بند احکام غسل میں رہنا
ایک ایمان ہے بساط اپنے

یہ محبت نہیں ہے آفت سے
میں جو دیکھا بڑی مصیبت ہے
یہ بھی اک نوع کی حماقت ہے
نہ ہبادت نہ کیمیا نہ ریاضت ہے



آہنسون میں جوں کے کام میں یوں
دروہت بھی خدا کے قدرت ہے



کل اگر سنگہ ہر جی بیدار ہو
چند مدت اب تم سے بار بار
آنسو دین کی جگر کے گھر میں یہی ہو
یہ نہ بھی اویسی شاعر نہ تھی ایسا
سنگہ شیشہ کی جگہ غم ہے

بلبلو کتنے ہے غم ز دل نہ کہنے
پیش ازین کیہ چھوڑا ہے ہر کون
پیشین معلوم نہ کرنا
زعم میں اپنی سطر میں کیا کیا
نہت ہے یہ جوں کے کام میں

غزل

شخص و کس اس آئینہ میں جلوہ فرما ہو
آئے تو اس مجھے میں نقد کا دور
شیخ صاحب کچھ نہ پوچھو خلق پر وہ پر فدا
آہ وہ شخص جو تیرے جی میں عیب کے

اوستے دیکھا ایک ہم اور ہمیں پیدا ہو
ہم تماشے کے لیے آپ ہی تماشا ہو
جسمین یاں صلاح سہی فتنی براب ہو
دو ہونے پر تیرے میں او کو کر دے کیا ہو

دل ہی کچھ تنہا خفا ہو کر نہ یان سے اور نہ کیا
ہم ہی تو اسے رو چلنے کو مٹیا ہو گئے

نہت چندانچہ ز نے رہا ہے
زندگی ہے یا کوئے طوفان ہے
کیا ہمیں کام ان گلوں کی اسی
درست دیکھا تماشا یان کا بس
آہ بس جی مت جلاں جانے
ایک مین دلش ہوں دیکھا ہر درد
شیخ کے مانند ہم اس نیم مین
دھڑکتے ہیں آپ سے او کو پر
ہم نہ جانے پاس با سر آپ سے
ہم جان مین آئے تھے تنہا دے
جون شہر اسے ہستی بی برد یان
ساتیا یان لگ رہا ہے چل چلاو

جس لیے آئے تو ہم کر چلا
ہم تو اس جینے کی باتوں مر چلا
ایک دم آئے اور او ہر چلا
تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلا
جب کوئی افسون ترا او پر چلا
زخم کٹوں کے سنا ہی ہر چلا
چشم تر آئے تھے دامن تر چلا
شیخ صاحب چور گھر باہر چلا
ووہ آئے آگیا جید ہر چلا
ساہ اپنے آپ اسے لیکر چلا
باری ہم ہی انچہ اسے پھر چلا
جب تک بس چل سکے ساغر چلا

ورو کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کید پر چلے

تب کہیں تیرے کان پڑتی ہے
ایک بجلی سی آن پڑتی ہے
کچھ تھارے ہی دھیان پڑتی ہے
خلق کی ہر زبان پڑتی ہے
یوں ہی اسے مہربان پڑتی ہے

بات جب آنداز پڑتی ہے
آتش عشق قہر آفت ہے
آخر الامراء کب ہو گا
بات چڑھتی ہے دل پہ جو آخر
میرے احوال پر نہ ہنس آتا

شعر ہے اور رو ہے لینے
بات عین اور ہے جان پڑتی ہے

بیٹھ کر کہہ ان آنسوؤں کا پائونٹکا
صدق ترے کبار تو لکھ دیکھا ہے
دل زلفوں میں کچھ جاتا تو کھو جاتا
جسکے ہیں مرد دل میں پڑتے ہیں لا
یہ چاہے سوتو اور کچھ باتیں ہیں
رضون تو بیٹھ یہ اب چھوڑی ہیں کا
مرتب کی مہربانی کے دن تو نہیں آئے
شرکان تو وہ ہیں کہ در کتب سانس ہیں

اک کی سنبھلتی نہیں اب ہر سنبھالی
جو کچھ کہہ دیکھا وہ کھینک کر ناچا
ایسے سے کوئی آیت نہیں کہ نہ کھا دیا
وہ سب لباس اور کھلے عین نظر آیا
کب تجھ پر گدڑا ہے کبھی میرا سا حال
کیا جانے کس دل کے تئیں آہ دہیں گے
پہرے گھومتے ہو اگر ایسی نہ آؤ
ابروں نے تو سب کچھ دیکھ سنبھال

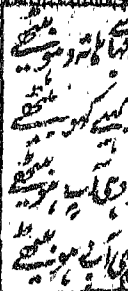
وعدہ کی تو مدت نہ لگی ورو کچھ اوستہ
اس غم کو بدلا کیسے کوئی کب تئیں آئے

ہم بھی ناسخ دے انچہ دل کر دکھلا دیکھ
گاہ گاہ ہی پاس میرا تیرا آجیائے
ہم بلا سے یان پڑ راتوں کو گھیرا پاس
ہم سدا غیرت لکنا شے گھیرا پاس
رات دن ہر چند اپنی دل کو ہلا پاس
لی چلی برون جھکو ویری سار پاس
برگڑی اوٹھ اوٹھ کہ ہم جیکے لہو پاس
ماتہ اب بکھر نہیں تپ ہاؤں کو پاس

غیر جو بنیا نہ دھاتوں پہ گل کھائی
دل کی گل جابجھے شکوہ تو لکھو گاہیں
دن تھما کر تو گویا ریزہ خوشی ہو طرح
دل بڑا ہوتا کھلی تھہرے سر پہین عیش
چین تو بکھو نہ آیا اگر کیا عت اسن شیر
دیکھتے پاتا نہیں ہر کوئی جکی چانو پاس
انچہ دروازہ ملک ہی وہ نہ آیا ایک بار
یا تو دروازیں نہیں یا تو دیوار کا پھر پاس



تب ہمارے اسکے ایک یون نہیں تھی درو یان
بات ایسی ویسی ہسم خار میں کم لایا کیے



سرا لیک ساتھ ہم دفون تپا ماتہ وینو تھے
نہ تھا کہ اور نہ پاس جیکے کہیں کو تھے
پیشہ تو دھونڈ نہ جیکو سو دی آپ ہو تھے
گاتھا خون دین ہو دی آپ ہو تھے

ہوا جو کہ نہ ہوتا تھا کہیں کیا کچھ رہ تھے
ساہا پنی سین چھوڑا یہ اب تو نہیں ملے
نہ تھو کہ جا کر ہر کی اور ول کی باتیں
دعا کی جیت ہی تھیں شری بک نہ اہو عالم



نہ اوٹھو رو انچہ ستر سے ہی طبع کر ہرگز
جو کہ یون جیتے آوے سو تم اہیتہ ہو جیتے



ہم اپنا دل غل میں دیا بیکر اکر نہ تھے
جیتے خان آوے یہ کہ جس کو اگر نہ تھے
قسم کھاؤ لگو تب ماتہ میرے سر دہر نہ تھے

جوان و چاہو اتریب بیکر نہ تھے
نہ پویشو شق کی سوڑ شہ عالم بیکر کیا
محبت نہ تھا کہ دل میں ہی اتنا تو کھر نہ تھے

<p>نہیں کہی کہ ہر سر کر کہیں جا کر چھو کہ دن تھیں تو وعدہ کیا نہ ہو سی ہی ہر چھو سدا رہی ہوں تو تو گنایں میرا وہ نہ چھو</p>	<p>کوئی دل ہی ہو پہلے گردش و سیر نہ آتا تھا ہر مین سوانے پیکر و جانی پر کیا کیلے تہا کوئی جانے جو کہ جانے</p>
<p>کوئی شمع اوس کے یان جا سکے ہے ہر طرح جلدی ہے ہر شمع گڑی اوشہ اوشہ کے ہم اے در پر بیٹھے</p>	<p>بہو تو یہ حال یاد آئی کوئی شمع جہاں داسو ہو جانا ہر جلوہ میل کا گہری کہو روز کا کہو نہ کبھی میراں بہو رہنا</p>
<p>بہو امید و وعدہ کی کبر و یان دلائی ہے جدائی پر تو کس شے عرض کیا کیا کہائی ہے محبت کیا سبلی شہی گو دیوانہ نہائی ہے طیش و لگی سنبھالوں یہ کچھ سہری چائی ہے</p>	<p>بہو تو یہ حال یاد آئی کوئی شمع جہاں داسو ہو جانا ہر جلوہ میل کا گہری کہو روز کا کہو نہ کبھی میراں بہو رہنا</p>
<p>ہر سے ہے اس طرح جہاں تو اے درو بخود سا بتا سکو ہی نہ کہ بارے وہ کیا آفت کہ آتی ہے</p>	<p>ہر سے ہے اس طرح جہاں تو اے درو بخود سا بتا سکو ہی نہ کہ بارے وہ کیا آفت کہ آتی ہے</p>
<p>انفس میں نہ بنو دکھانا ہے کہیں اس بات کا لگنا ہے داؤ ہے لگے جو لگنا ہے یہ بھی اک بانگین کا بانا ہے آئے جانا جہر ہر کو آنا ہے ہر طرح کچھ نہ کچھ سنا ہے</p>	<p>ہر سے ہے اس طرح جہاں تو اے درو بخود سا بتا سکو ہی نہ کہ بارے وہ کیا آفت کہ آتی ہے</p>
<p>دیکھو کچھ نہ سیر دے درو کو بکے تو منہ دکھانا ہے</p>	<p>دیکھو کچھ نہ سیر دے درو کو بکے تو منہ دکھانا ہے</p>

دل نہ کچھ کیوں ہے سبکی ایسی
 سب پر کہتے ہیں تو کہنے دو
 وہ بیگنا تو ہم سے ملتے ہیں
 غنم ہوتا ہے دل کا یاں آؤ
 اوس کے گرمین کر سہی بوجھیا
 مسکرایا خوشی سے وہ جس طرح

کون دیکھتے ہے اچیلے ایسی
 بات لائے ہو تم بھلی ایسی
 آپ لگ چلیے کیا پیاری
 سہی پاؤں میں کیا ملی ایسی
 دل تبارے کوئی سکے ایسی
 باغ میں کیا کسی کے ایسی



ور و گبر کے توجہ یوں چونکا
 کیا اوشی جھین کیلے ایسی



جبے وٹا اپنا کسارا ز قدم کہنے لگی
 بات تم ای پدل کے ہم سے کہنے لگے
 وہ ہوا بڑی رہ تب ہم اوس کو ہم کہنے لگی
 ہر کسی کا و و دین جس کو دم کہنے لگے

کیں دم کو کیا اوس کیف تک کہنے لگے
 غیر کہ کیا کان میں ہی مبدم کہنے لگے
 وہ واقسمت کی مچوری کو دیکھا جا رہے
 عاقبت تم بات اپنی ہی سمجھتے ہی نہیں



بت پرستی کفر مان دگی گرفتاری و و و
 چاہنے جس کو لگے اوس کو صدم کہنے لگے



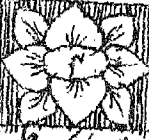
لیکن سخی نہ تو نے تک ہی مری کمانی
 مٹا نہیں جو تو ہر بکریا سی زندگانی
 ساتھ اپنے سب باتیں لیتی گئی جوانی
 بتر نہ لیے ہمے گرہن ہی میں شمائی
 حور میں جاسنا زرخید خاک چھانی

دشوار بچتے ظالم جھکو ہی ننید آنی
 منظور زندگی سو تیرا ہی دیکھنا تھا
 علاج نہیں ہم نا ص فیض توں کے
 مرنے سے آگے کیا ہم جا بھیکے تو تر جانی
 سیری اخبار کا کہ پاپاں ان نہ ہرگز

غزل

دل پہ آفت ندان ہے پیار
ریتِ رب کی آنکھ پیار ہے
کیا پر اسکا بیان ہے پیار ہے
جان تو انجی جان ہے پیار ہے

جب کما میں کہ نگ خبر لینا
ایک دم میں توجی پڑ جاتا ہے
تب گلہ کنے سچ یوں ہی ہو گا
میرے دل کی چو پونچھ ہے



تجھ سے مر جاؤں گے تو زہرِ جادو
جان ہے تو جہاں ہے پیار ہے



یوں ہی خدا جو ہے تو بندہ کا کیا چل
دریا میں جو حساب تو آئینہ چل
نامے جو کچھ باطن میں تو سونامی چل

تیری کلی میں ہیں پندہ یوں اور میل چل
کسی یہ سوچ حسن ہوں جلوہ گر یوں
پہر ہی جس کی طرح تو سقا فدا کے ساتھ



کہ بیہوش نہ ور کہ اہل وفا ہوں میں
اوس بیوفا کے آگے جو ذرا چل



زندگی آپ ہی آپ گنتی ہے
سرگشائی بندہ سے جا لگتی ہے
رکھتے کس طرف سے لگتی ہے

جمنی پڑتی ہے اتنی گنتی ہے
زناقت کی گنج ادا کیاں دیکھو
آج ہے آہ کے ہوا چپ اور



جو خرابی کہ ورویان پسلی
دست قدرت سے کب ملتی ہے



کر لے چکی قتل تو کیا درگاہ
دل پر یہ قصا بیان ہی تھا

گزشتہ عاشقی تر سے نزدیک تھا ہے
اس زمانہ خراب کے بیاہن کتنا

زیری درشتیوں کو چھتا ہوئی نشتی بھگو میری ساتھ بٹ غم چٹا ہے



کرتا ہے اس قدر تو خفا و رد کو بٹ



چشیں نہ بھیجوں گے شہنا ہے
پنہرا گئی ہیں آنکھیں مری نظار سے
جون آفتاب نہ لکے مادل کنار سے

آہستہ گزرتو تو صبا کو کی بار سے
اوس سنگل کو وعدہ غلامی کو دیکھ
سینے کو جاک صبح کے اندر کر دیا



ای ورو غیر کا نہیں شکہ مرے شین
جو کچھ کھاتا ہے بھگو سو ہے اپنی بار سے



یا نکل جا گیا جی نہا ہے ہی کرتے کرتے
خالی ہو چکا ہے پیہ پانی کے ہر تہہ ہر تہہ
ای صبا باقی تو ہی جا پڑو درتے درتے

دیکھ لگا میں سے دیکھ مرے مرتے
لاکھابی دی عمر ساقی کہ بیان بھلیس ہے
جگیا کو چہ میں آوکی نہ پہلا یہ عسر کو



ور ورو تفتی قدم تھا سرہ ہوا دے
سے گیا اور وہی کی باؤنگے و سچے دے



ساقی ختا ہے کہ ترا انتظار ہے
گھنڈا جہر یہ تیر تو ہر وار پار ہے
گروں پر او کے خون کیسا سوار ہے

آیا ہے ایر زور عین میں بہار ہے
نہ نہ بھجے کے اپنی نظر بھکیو کہیں
رونا نہیں ہوتا یہ دنیا یہ بے سبب



ناوان نظر سے ایچ کرادے نہ ورو کو
جو کچھ کہ ہے سو میری تیرا دوستار ہے



اب گاہ گاہ سیدی ملاقات رہ گئی

ساتھ ہر کی کہ ویسی عنایات رہ گئی

یاں کو آشنائی تو ترا لکھو تھیں
کہنے کو یہی روگون کی اک سہار گئی
بازی ہدی تھی اور مجھ میں تیرے ساتھ
آخر کو ہمارے برسات پر گئی

وہ دخت زر کہ چلتی ہے ہر جہاں
کہتے ہیں وہ وہاں ہی اک رات گئی

سارے نگار کے ہر دو میں بچہ اتر آیا ہے
سارے ہر دانہ تبسوع کے زنا رہی ہے
سارے چشمِ حشر سے اور ہر کبھی اندر بھی
اسی امید پر آیا یہ گنہگار ہے

دل بدلا ایسے کر اسے دور فریاد کیونکر
ایک تو بار ہے اور تیرے ہمدرد ہی ہے

جب نذر سے ہمارے گزرے ہے
وہ زمانہ سے باہر اور سے پہلے
جی پر رشتہ بار بار گزرے ہے
رات دن انتظار گزرے ہے
آپ سے بار بار گزرے ہے

نامہ زار و رو کا ہر اک
چوٹے دل سے بار گزرے ہے

تو چوکتا عیش ہر کسی بات کے لیے
یہ ہی نام جگر تو ہی گرا رہی ہو گئی
میں آگیا ہوں ہر طرف افاقہ سے
لگاؤں اس کے سہم کا فاقہ سے
لگاؤں اس کے سہم کا فاقہ سے

ہم جانتے ہیں وروانہ میری میں رات کو
تو لگ رہا ہو چہ میری میں گناہ سے پہلے

<p>گر رشک بجای چنگ آئینہ بین ہوتی ہے ہم تھکود کھا دیتے کچھ آہ ہی ہوتی ہے خفت کو جگا دینا کس خنیدہ سے ہوتی ہے</p>	<p>غمنا کی پیور روئے کوڑ بونی ہے دوہنی کی فرصت یاں شکری نرنا فری خوشید قیامت کا سر تر و اسب اکہو بیا</p>
<p>خوشید نہ تھا ہے گردش میں مانے کی یاں زہر دنوں کے میں شبنم ہی تو رہتی ہے</p>	<p>خوشید نہ تھا ہے گردش میں مانے کی یاں زہر دنوں کے میں شبنم ہی تو رہتی ہے</p>
<p>کہان بین کہان تو کہان نو جوانی سنہ الو شک اسب اپنی اپنی کہانی تڑپتی ہے بیکس مری جا نقتانی</p>	<p>جو ملنا جمل بہر کہان زندگانے عجب خواب دریش چہر بہر تو ہے دلاسا تو دیکھ تو شک جہا کے اور سکو</p>
<p>نجاو دیکھا جب تک مرے جی میں جی ہے ترا غم ہے پیار سے مرادیا رہ جانے</p>	<p>نجاو دیکھا جب تک مرے جی میں جی ہے ترا غم ہے پیار سے مرادیا رہ جانے</p>
<p>جیسا نس ہی نہ اس کے سوا کہ کیا کرے دل میں کسکو آہ کوئی راہ کیا کرے یہ کچھ گنہ چکا ہو وہ پہ چاہ کیا کرے</p>	<p>درد اپنی حال سے تجھے آگاہ کیا کرے فرسوں کی ہر شقت تبیح کا حصول جس ہر حال بیوفائی معشوق کو سبب</p>
<p>دل دے چکا ہوں اروس تب کافر کے ماتہ میں اب میرے حق میں دیکھتے دیکھتے کیا کرے</p>	<p>دل دے چکا ہوں اروس تب کافر کے ماتہ میں اب میرے حق میں دیکھتے دیکھتے کیا کرے</p>
<p>جو کچھ میرے دل میں سنہ پر میرے عیاں گلشن میں تو یہ کچھ آسودگی کہان ہے "انفس سے اس دل دہستہ میری جان ہے غنا کا نام تو ہے ہر چند پرت آن ہے</p>	<p>انگوں کی راہ ہر دم افن دن دن خنجہ میری گرفتہ گل کا ہر چاک سینہ آہوں کی شکست میں کین دیکھتے ہوئے مگر نام اب جہان میں جیسا نہیں ہو کوئی</p>

مستزل

دل تر چاہے در دہلو ہے	مرگ آکھو بچپو کہ قابو ہے
خسبہ سے چہا تائین ہون میں	کہ مرا سر ہے با کہ زانو ہے
منہ صہبا نہ کر مجھے اس کی شج	ہے پرستون کے حق میں دارو ہے

جلو گر ہے بختے میں اسے ڈر ہے	بسکی خاطر تھے نگاہ پر ہے
------------------------------	--------------------------



بستی سے سفر عدم وطن ہے	دل خلوت و مشیم ز کھن ہے
بر مہند کہ سنگ دل ہے شیرین	سیکھن فریاد کوہ کھن ہے
دیکھ تو یہ شور شش من و ما	ہنگامہ وصل جان و تن ہے

مست جا تر و ناز کے پہ اس کے	عالم تو حیاں کا چمن ہے
-----------------------------	------------------------

نہ وہ بالوں کی خوش تر آہنوں کی ہر وہ	سہا کیا و رو کو پہر گلی کیون آج ہوسلی
جدا کر دیکھ نہ کہ حقیقت گر نہیں پرستہ	حبت کو تر و ناز نہ چاہتی جس نے بدنی
طیش کو لک میں جہا تھا یہ آنسو بھلاؤنگی	ولو تہا کہ تہا پی ہی تہا کی اور بھی دونی

پڑی جی خاک پر یہ لاش اکس رشک شہید ان کی	لوہ کے آنسو وں روئے جس کے قتل کر لونی
---	---------------------------------------

تو اسے چہا و اس کا شہدات ہو رہا ہر	کیا دل سے ہی نہایت چہا ہر
کولی ہی شہدات اس کا مارا ہوا نہ چہا	دل سے کھین لگانا اسے شہدات
سہا کی شہدات اس کا مارا لکھیا تہا کید ہر	کری کو مار سیکھے اور کو کھیا ہے

	
کو یہ جھڑک نظر بجیے آہ پیچھے اوسکی حرکت ہو سو ہو آپ نہاہ کیجے	کسکے تپن نہ دیکھ کر کس نہ نگاہ کیجے شہد شکن ہو عودہ وہ دل شکنی کیا کر
	
لیے پہلو میں ہو آہ پر وہ دن کمان رک یک چند ہم ہی آن کر پان ہیماں رک	او وہ بہار طاعت پر نہ پان ہم جہاں رک آباد کر کیوں غافل نہ دنیا کو اسے سپر
	
اگر ضبط کر یے جگر شرط ہے ہر کہنے کو اوسکے نظر شرط ہے	اگر آہ ہر سیے اثر شرط ہے ہر انہیں فاش ہر آن میں
	
کچھ بار کمال دل میں کپکپاؤں میں رکے ہر چند ہم ہی باتوں میں کہہ کر تو کہہ سکے	غنٹ جگر سیانسون کرساتہ بہ سکے کس طرح سے اوسنے بھی شش سن کر ٹاٹا سکے
	
اگر کوں ہمیں درو یہ کہہ بات ہی نہیں ہر کہنے کھنڈا ہی اوسکا درد سر ہے	یہ زائد کب خطا سے بے خطر ہے علاج درد سر سنیل ہے لیکن

	<p>سرا پا چشم ہوں جون آسنہ پر کسو پرورد میرے کب نظر ہے</p>	
<p>نہ کیھی زمانے کی تو چشم پوشے کر سب سے تبسم ترا گل فروشنے</p>	<p>کروں گے ساتھ او شہر گرم جوشی خبر انجی لے اے گلستان غریبی</p>	
	<p>نہت است ہے برسے نرگس جہن میں کسوی تو آنکھوں نے کی بادہ نوشے</p>	
<p>کہ اوٹے آپ تاشے کو مہربانی کی اگرچہ اوٹے ہی اک عمر تیشہ رانی کی</p>	<p>بکر یہ داغ نے میریہ گلستانی کی مرے سے نالہ تراستی نہ کر سکا فریاد</p>	
	<p>ہم اتنی عمر میں دنیا سے ہو گئے بےزار عجب ہے خضر نے کیونکر کے زندگانی کی</p>	
<p>پہوڑا یہ درو دیگے کید میر کو نہ کرے مجھ کو دوسری کیجیے جید میر کو نہ کرے</p>	<p>دل بہت سینہ یا طرف سر کو نہ کرے کیا کم ہو مرغ قیدہ نامہ یہ مرغ دل</p>	
	<p>اے یلین ہی دختر ترک تومنہ لگا میں جاتو ہر پیر را پداگر کو نہ کرے</p>	
<p>ہر مرتبہ میں دیکھو موجود کون ہے نافل ایاز کون ہر محمود کون ہے بہ فعل تو تمہیں مقصود کون ہے</p>	<p>ست اکیو تو رسیدن کہ مشہود کون ہے دونوں بیکہ میں معنی سولی ہے جدوہ کر چہر کہلا ہے راز الیہ فیہر اگر</p>	
	<p>ولہ</p>	
<p>کس لعل کی تو خجہ میں ہم سوئی ہے</p>	<p>کیا توتیت نے خیر سے ہے</p>	

ہر آہ شر بارے ہوں سرور جان
نماظر کہ برینکے ٹکائے ل کی خبر ہے
کیا اک الکی مرے سینہ میں بری ہے
شیشہ جڑیل میں ہے اور میں تو ہر گاہ ہے

رباعیات

جان تراک جہان رکشا ہے
ہر ترے یہ ڈنگ اور تہ سے میان
کون میری ہی جان رکشا ہے
مگر کینچ لیجائے مستی مجھے
کسائی بلندی وستی مجھے
دل کی سی کچھ ہو کہ وہ سینہ میں کڑی ہے
اس طرح سے اک نخت جہاں نہ نہیں تھمتے
جائے چراغ کوئی دل مہربان چلے
دوبی اگر زمین و گرا سہاں چلے
میں چپے ہوں کماں میں چہا تو کچھ گئی
اک نہ تھی سو وہ بھی سر اپنا ٹپک گئی
اوپر اعتبار نہ ہو تو کیا کرے
اگر طبع تو مشکل ہے کہ وہ بد نام ہو جائے
پران و فزون اور غیر میں اپنا کام ہو جائے
گر کوئی کوئے بار میں گذرے
دن بیت انتظار میں گذرے
بہترے یہ ڈنگ اور تہ سے میان
نہیں چھوڑتی مینہ ہستی مجھے
زمانے نے اے دروچوں گرد باد
کیا جانیے کیا دل مصیبت یہ ٹپری ہے
سب طرح سے اک نخت جہاں نہ نہیں تھمتے
بس ہی فرار یہ میرے کہ گاہ گاہ
ایو رو کیا عجب ہو مرا شک آہ سہ
آریا نہ چین جی کو نہ دل سے ٹپک گئی
اب کو حال ل کہ او سنا ناز سے
دل پہ یہ بقیہ رہ ہووے تو کیا کرے
عاشق تو جانتا ہی نہیں اور کون ہے
نہیلیہ یار سے دکنو کو کیا آرام ہوتا ہے
چرخ عشق تل چھری میں گرا پسین چہرہ کا
یہ پیام درو کا کستا
کون سہارا تہ آن طبع کا

ہر جا نہ تھیں میں نہیں کچھ اور بس باقی
 لکھا ایک شوق کی آتش کا تلہ ہندو رتھ کا
 لکھن کا محروم و برین جو کہ ہر مدوش ہے
 دست موشی کی کچھ کہہ میں آسکتے نہیں
 گرجان ہے تو جان کے آزار ساتھ ہے
 دنیا وہ تھا سہ سے کسو سے شین بچی
 پڑھتے تھے قافہ عشق کہ ہر ہا تھا ہے
 گرا دھشتا ہر رانا نہ ہون کے دل سے
 گرفت کا چشم بھیر میں نور سے
 آتی ہے دل میں اور ہی صورت نظر مجھ
 نہ کچھ غمیر سے کام نہ یار سے
 مجھے دیکھ دشنام کہتے لگا
 غیر شمس کو جو میں اب کیا تو کم کرنے لگا
 کوں اب آرا اب پر کہ تم ادھی نظر

کریاں میں ہر شوق اک تار نفس باقی
 چھوڑا سر میں ان میں کوئی عار خوش باقی
 بنے درو میں کیا دیکھا بھلو نکا چوڑا
 جسے اسلحہ کو پایا ہر سدا غامض ہے
 پاں زندگی کو مردن و شہر ساتھ ہے
 دیکھا جیسے توار کے پڑا ساتھ ہے
 راہ رو اپنے اس رہ میں گدھا ہے
 چہ نہ کچھ کام تو رہا ہی یہ کہتا ہے
 تو جس طرف کو دیکھیے اسکا طور ہے
 شاید یہ آئندہ ہی کسی کے حضور ہے
 کہیں چوٹوں اس لکھ آزار سے
 نہو کا خوش اسب ہی تو بیزار ہے
 تیری خاطر میں کیوں شاید کہم آنے لگا
 آئے پرتے تھی کیوں یاد ہم آنے لگا

انفراد

سبکدوشی پڑھتی میں تم کو ہی پہچان
 کل کہا کرتی جس وقت وہ کل کچھ نہ کہہ سکتا
 گرجان ہی تو تو ہی و گرجان تو ہے
 دل کو قید رکھتے تھے میں آزار سے

یہ ادھی نظر اتنا تو اپنا دل اوٹھا
 یہ دماغ اپنے دل کے توبہ خاک میں شا
 غرض کہ دیکھ یہ میں جان تھان کو
 سر پہ رتبہ ہی تم پر کچھ شاہی ہے

یارب ہر اتنی توبہ درگند ملک
 ۱۳ آیت آید ارگاہی وار ہے
 ۱۴ پیر تو جہ میں رہت جہان تو
 ۱۵ ہر تو میں نہ نیند آتی نہ دوسرے
 ۱۶ یہ بان قصہ سکند کا نہ کورسیان
 ۱۷ از ہنگ جہان نقش فنا کا ہی گمین
 ۱۸ طلسم سنی موسوم دل پر سخت چنبر
 ۱۹ تعبیر کر شر دل ہو کو کفر آثار ہو جاو
 ۲۰ تری اکسین کما دیو تو گرسست ہو جاو
 ۲۱ نالہ ہر سوز اثر آراہ بر تاثیر ہے
 ۲۲ تجہ بن کہون کیا تجہ بن کس طرح
 ۲۳ لیجے کیا آہ کد ہر جا سینے
 ۲۴ اس طرح جی میں سانس کشکی ہے
 ۲۵ مشابہ کوئی ادن آنکون سو کم ہے
 ۲۶ عبت دل بکیسی اپنی پو تو ہر روتا ہر
 ۲۷ بت پرستی ہر اب نہ بت شکنے
 ۲۸ نہیں ہر سب یہ خندہ دنیا نام ہر دم
 ۲۹ ریس در وجد الی تو تر نہ ہو کو ہر
 ۳۰ دیکھ کہ رخسار تیری کے صفا

کوئی خانان خراب کی خلی میں گد کر
 ۱ پیارے تو زمینوں کا تری ہر پار ہے
 ۲ اگر جہ میں یہ نہیں جانشا کمان تو ہے
 ۳ یہ جیتو جاگتو ہم پر قیامت گذرتی ہے
 ۴ ہمارے نرم میں ہوتا ہر ادوی دگر سلطانی
 ۵ دن جسے نکا پر ادوی دیکھا تو نہیں ہے
 ۶ بزم نکس نکو آنہ سر سکند ہے
 ۷ اگر عقد کما میں تیج سکا نہ ہو جاو
 ۸ اگر دیکھ یہ تھا سر گلشن پست ہو جاو
 ۹ سنگ ل کیا نکو کسرو اپنی ہی تقصیر ہے
 ۱۰ نون ہی ہر تاہر نہ بان رات کٹ ہے
 ۱۱ چوٹے اس دگر سے جو مر جا ہے
 ۱۲ سانس ہر پاکہ پچانس کشکی ہے
 ۱۳ یہ گرس ہو سو مرغ الف لم ہے
 ۱۴ نکو ہم ادو نے عشق میں ایسا ہی ہوتا ہر
 ۱۵ کہ ہمیں تو خدا سے آن بنے
 ۱۶ کسو کو تو لوٹے پہلینی دنت رکھتا ہر
 ۱۷ اگر آزار ہی ہوتا ہر تو وجہ مفاصل ہے
 ۱۸ آئینہ کی یان اوکڑتی ہے قلعی

رباعیات مشرق

مرثیتین باغ و بوستان کو دیکھا
 جوں آئینہ کب تک پریشان نظر
 دیکھا ہر مین زندگی کا جب سو پنا
 لقصر مرآت ہی ہوگی اوی ورو
 اوی ورو یہ کون صبر کو روٹ گیا
 کیا تھیمہ مصیبت پڑی ایسی ظالم
 عاشق بچو جو گھر نہ پاتا ہو گا
 اور دن سے ہی بچو تو خوش حال
 پیدا کرے ہر غمیدہ نقد سہرا
 جنت میں ہی اکل و شرب کا
 اوی ورو یہ پکھنا جو اگر دیکھا
 پانڈہ مڑو اور نہ گئی صفت
 جتنے ہی کہو جام و سجو دیکھا تھا
 اون باتوں کا اب جو غور کرے اوی ورو
 موند آئینہ سدا کب نہیں دن ٹالے گا
 اوی ورو مراقبہ لو کرتے ہو دے
 کس کا کہی کیا کسو سے کہنا
 گزرتے ہر اب طرح اپنی اوی ورو

غیفے کہ ہمارا درخستہ ان کو دیکھا
 اب سو نہ دیکھ آئینہ بس جہان کو دیکھا
 جہاں ہر سدا ہی عجب و شے ہے کہنا
 جوں شمع کو رنگا جب نہ ہو بس اپنا
 یوں تھیمہ جو ضبط یک ایک چھو گیا
 کہ تو سہی جی ڈھاکہ دل ٹوٹ گیا
 کیا کیا کہہ دل میں اور کسے آتا ہو گا
 تیرا جی وون ہی بہل جاتا ہو گا
 شکل ہے کہ حرص ہو دل پر کتا
 اور رخ کا بشت میں ہی ہو گا دہندا
 کہ تو ہی بیت کہ دل گھا کر دیکھا
 تھیمہ تو جہر ہر رنگہ اور ٹکا کر دیکھا
 جو کچھ کہ نہ تھیمہ پر ورو دیکھا تھا
 کچھ ڈھابا تھا کہ وہ کیہو دیکھا تھا
 غفلت کر ٹھیک نعل میں یوں پائی گا
 ٹھک اپنا گریبان میں ہی ٹوٹا ہو گا
 اپنا اپنا ہر ایک کا ہے کہنا
 ہر دنا چھپے پر سے اپنی ریشا

یا رب مقصود خلق کیا میں ہی تھا
 کچھ کام طور میں نہ آیا مجھ سے
 آرام نہ دن کو بقیاری کے سبب
 واقعت نہ تھی ہم کو ان بلاؤں کی کبھی
 کیا فائدہ اگر باز ہے یا نہ دینہ سہ
 چون آئینہ ہر چند کلمی آنکھوں سے
 یوں دیکھ کی انہی غم سے مجھ کو بچو
 اٹھا ہی نہ مگر کوئی دنوں جیتا رہ
 اور و اگر بھی میں ہر خوشی خوش
 سوچوں کو شرب کے وہی جلتے ہیں
 اور وہ درد جیسے کونسا معلوم
 گنزار جہان نہ رہا ہوئے لیکن
 اور وہ بہت کیا پر کیا ہنسنے
 بنیائی نہ تھی تو وہ کہتے تھی سب کچھ
 غم کھاتے ہیں اور انشتوت پتی ہیں
 کسے جو کچھ کہ گزری ہو کیا کہیں
 جب سے تو عینکاسو پڑتا ہوں
 اس علم کے اٹھا سمجھنا آگے
 ای و رہوں سے پرانا کتنا ہوں

ایسا تھک جہان میں مابین ہی تھا
 بس تھکویہ مجھ سے مدعا میں ہی تھا
 نی رات کو چین آہ و زاری کی سبب
 یہ کچھ دیکھا سو تیری ماری کی سبب
 نہت پردہ چشم دل پر کوری دگر
 آتا ہے نظر میں عیب اپنا جو ہر
 کتا ہر سچ تو سہی گر کچھ ہے شعور
 ملتا ہے تجھے پھر ہی جو مجھے منظور
 رہتے ہیں وہی اہل تامل خاموش
 گرداب کے مانند جو میں دریاؤں میں
 جون لاد بگر سے غم ہونا معلوم
 میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم
 دیکھا تو عجب جہان کا دیکھا ہنسنے
 جب آنکھ کھلے تو کچھ دیکھا ہنسنے
 دن رات مجھی عجیب طرح جیتے ہیں
 یہ تو فکری یہ کہ اتنا تک جیتے ہیں
 ہر حرف میں کتنی ہی ورق پڑتا ہوں
 ای و رہا تو نام حق پڑتا ہوں
 تو عینہ میں چہاں پر کیا کتا ہوں

ملا کہ یہی اسمیں نہیں چاہی انکار
 نہ کیا یہ عبت جا ہی سہ ساقی سے کو
 آنکھیں تری چون نشتر سی مائی میں چری
 کی بہت طریق زندہ میں عسرتیاہ
 خون کو چہ مسواک اسی میں دیکھا
 کب جھپٹا ہو دنیا کی طلب بھیکہ کے
 لکھیں نشتر سی مائی ہوتی نہ نصیب
 منت پوچھ کہ میں نے عمر کیوں کر کاٹی
 کہ اپنے چاہیے پر کیا اتنا
 برکت کی یہی کب نہیں مری تھی
 اب دور و جو چکہ کہ زندگی باقی ہے
 ای بھر علوم سب کو باری بارے
 ما حشر تری مرید ہی ویرے کا
 آزادی معرفت نے ای دور و کبھی
 کہیں ہاتھی انک ہی ہوا بتید چٹا
 پیر ہی چلی اور گئی جوان اپنے
 کل اور کوئی بیان کرے گا اسکو
 یاوستے ہی کچھ رسم تغافل کم کی
 روز کو مری تو رہا و زلفون میں

بند ابتدا خضر خضر اکشا ہون
 لے آئے دیکھہ ظالم اس عالم کو
 جون کشتی چڑھاؤ پر پہنچی جالت ہے
 اب کیجیے دل کو معرفت سے آگاہ
 کو چہ ہے یہ سرستہ نہیں اس میں راہ
 جس دل میں ہو سہا بر سوک بیٹھہ کے
 اوٹھ جائے نظر سے خلق تب بھیکہ کے
 جس طرح سے کٹ گئی یہ دون کر کاٹی
 دور و کی زندگی ہی چون کر کاٹی
 کب تک یہ کفر دل میں بہرتی رہے
 اند کو اپنے یاد کرتے رہے
 ہی تجھ سے ہی اجعل فیض بارے
 جون سچ یہ سلسلہ رہا گبارے
 عقدہ نہ کیا قبول جے پر کوئی
 یہ ہی جو گرہ سی ہو سہا کھل جا ہی
 اسے در و کماں ہی زندگانی اپنے
 کہتے ہیں اب آپ ہم کمالی اپنے
 تاثیر پڑی ہی پاکہ اپنے غم کی
 اس کو ہر شاکہ کی ہی رہی چمکے

بہترین فی جاہا سبھی سے نہ بنی
ایسا گیارا کہ اپنے جی سے نہ بنی
وہ نال سے کال کی جھنسا سالی ہے
وہ اسکی یہ اسکی ہون ہی کام آتی ہے
کہتا ہے کہ آپ آپ ہی چہ سنا ہے
کیا کیا کہیہ اوہ بہتر تار ہو رہتا ہے
دخواہ سب اس کے ساتھ رہلو سب نے
بس ورو خدا سی اس حسن خوب بنی

بہترین فی جاہا سبھی سے نہ بنی
بہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر
پانے کاں ہویا نال کی پیدائی ہے
دیکھی تتر تتر اور تشبیہ تمام
کچھ آپ ہی گر کی آپ ہی کچھ چپتا ہے
ای ورو ہیشہ یہ دل دیوانہ
عاشق ہو چکا اس کے محبوب نے
تسلی یہی جو کہ بنی سود دیکھی تھنے

رباعی مستزاد

اے ورو نصیب ہی نہ لہت رسا گردل سے سے براہ
ہر خط میں لکھی ہوئی ہے کیا بت خدا کر شک تو نگاہ
جہن آئینہ حیران ہوں میں سر تاپا ہر عشق گواہ
آتا ہے نظر حسن میں جلوہ کیا کیا اشرا

مستزاد

گر شوق ہی ہمیں حق کے پہچاننے کا اہرام کرو
کہتا ہوں خن چوٹا سا پرمانیے گا اک کام کرو
یہ غیر اگر تم میں تو لازم ہے تمہیں پہچاننا
در تم ہی ہو تو فائدہ کیا جاننے کا آرام کرو
کبھی نہ کو بات دین اور کیسے تو کہ پاوستہ میں

پہلواری دروہین کچہ اور سمو دکھاوت ہیں
 کلیان میں سوچت ہیں جو پھول کوئی کھلاوت ہیں
 جودن واکو بیت گیو سبے وادن منو کو آوت ہیں

محاسنات

باطن سے جہون کی شین خبر ہے
 ظاہر پہ اونین لوبہ نظر ہے
 پترین ہی عشق کا اثر ہے
 اس ناگ سے سوخہ جگر ہے

ہر سنگ میں دیکھ تو شدر ہے
 باطن کے صفا کی جستجو کر
 خاموش ہو ترک گفت گو کر
 آئینہ دل کو رو برو کر
 حیرت میں وصال آرزو کر

دیوار نصیب ہر نظر ہے
 بسکین سے بیان گاہ درکار
 سخی سے نہ رکھ قدم تو زہار
 آہستہ گزر مسیان کسار

ہر سنگ دکان شیشہ کرت ہے
 اور زلف کشا و سس بنیں
 دیوار عیا ہے شاد و گل
 جب دل نے مرے کیا تامل
 تب پردہ رنگ و بو گیا کھل

دیکھا تو بہار جلوہ کرت ہے
 مست ہو دم یا سن سے ملد
 نزدیک و بید ہے برابر
 آئینہ و جسم سے سہرا
 ناسند نگہ نکل تو باہر

پتر سے شین تھلک خبر ہے

ہر غمزمین کبریا ہے محبوب	ہر نقص میں ہے کمال مطلوب
کوئی ہے نہیں جان میں معیوب	آتے ہیں مری نظر میں سب غروب
گر عیب سے پردہ ہنر ہے	
اے ورد و روز کبریا ہے	کہہ سچے ہے زاہد ریا ہے
بے عجز نہیں جوان رسا ہے	ہے محکو جہان یہ پرکش ہے
پر وارز شکست باں پر ہے	
میں خوشیوں دل میں کیا اور ہی آگاہ ہے	دشت بہری ہر اور ہی اور ہی ترنگ ہے
ان گمشدہ دل کے آگے تو عقاب ہی رنگ ہے	اہل فدا کو نام سے سستی آگاہ ہے
روح فرار ہی مری چھاتی یہ رنگ ہے	
نئے فکر صبح کی نہ غم شام تھا نہیں	نئے شوق بادہ تھانہ سر جام تھا نہیں
جب تک دم میں تھی مجھ آہم تھا نہیں	اس سستی خراب سے کیا کام تھا نہیں
ای فتنہ طور یہ تیرے ترنگ ہے	
نہ بیان ہو آہ پر نہ غم میں ان کی	نہ دہشت سقر نہ ہوس ہر جہان کی
نرا یہ باتیں سب ہیں تری آہان کی	فارغ ہو مقید فکر سے دونوں جہان کی
خطر اجو ہر سوا مینہ دل یہ ترنگ ہے	
کئی نصیحت میں کچھ پائے نظر دین کلا ہے	کئی دنیا دکھا دی میں کہیں کو ایہ بین کا ہے
بہین یہ سچ ہو وہ خوف و شہد پر گرا آئی	براہ اوچہ در پویم زونی نہ دنیا ہے
دل داریم و اندوہی سہی داریم و سودا ہے	
مگر ان بڑے قوتوں و رحمت سے مل جاتی تہ	ہوس کرتا ہر تر و عشق کی ہر ایک نکتہ ہے

ولی چشمه کشتن تو یون گری کردی که
بنام چشمه داشت را عجب بنیایی دارد

بہارِ ازسینہٴ پاکان ندیم خوش کند جانے

ستاره ای که در خطه کج ابدائی دوست
کرده و دشمنی را میجویشد آشنائی دوست

پہ تو یہی دل میں جو میری دلی سفاکی کو

و نامری شین رکھے ہے بیوفا کو دوست

مجموعه نسخ من کتبای مهمه تالیفات
پیرایه و بنام سید علی صاحب کمالی

غرض کہ حکام کوئی نہ نہ گمان تلخ تمام

نگارہ سحرینیک رنگ ہونفانی دوست

تیسری

شاہنشاہ ملک خسرو دین تو ہے تخت نشین

سورن نفطیہ سٹیشن

اسے زور بہت غیب پر جا

کافر ہوں نہ ہوں جو کافر عشق ہے ناز بہان ناز بہین

دشمن سے کہاں کہہ سکتا ہوں

مرسانے پر درے گمان تو

سہ ماہی حسان سرگرمستان

کرتا ہے کہ کون دیدہ مانے

۱- در صورتی که در این کتاب

۳ مشهور و نویسی نویسی شیت

ہے تحت نشین

ہے جسے نظر فرمائیے

زندگیت ناما ہے جون تکمیل

ہے نازِ جہان نازِ شہین آ

بے گروہی نہیں ہو سکتی

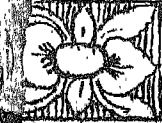
آباد کے خانہ کتبہ

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

۱۰۰/۱۰۰

مذاکرہ کیلئے

<p> میں منتظر دم صباں ہوں اک عسر گزر گئی سمجھتے تنکا ہی تو بل سکا نہ مجھ سے بیگانہ جو مجھ سے دان پہر ہے موجود نہ رہے کچھ دہ کافر اپنے تو نہ کوئے ترہ نہ تھے سیدل تو نہ کرتے سمجھ نہک مشکل ہے مجھے کہیں سائی پائی نہ گل و وفا کے بوجھے </p>	<p> جون غفہ گرفتہ دل بنسا ہوں معلوم کیا نہ میں نے کیا ہوں شہر مندہ جذب کمر یا ہوں تفصیر یہ تیر کہ آشنا ہوں گر آوے خدا ہی میں تو کیا ہوں ہر چند کہ سایہ صبا ہوں میں ہی تو بساتین را ہوں کوئی ہے طبع نارسا ہوں اس پنجہ میں جا بجا ہوں </p>
--	--



آئندہ نہ کیجے محبت
 دنیا بے منت ہی جا عبت



<p> ہر دم سرد سے نہیں دور ہوں داغ میں زخم دل کے ہاتھوں بوجھے کوئی جسکی بات مجھ سے ہے غم یہ ترا کہ روز و شب یوں ایزامین ہے دیکھ کیا حادوت یان کو بپو تو سمجھ کے شکرین اتنا نہ سوا میں اوڑھیلیاں قائل نہیں اختیار کیا میں </p>	<p> خورشید اگر ہو تر ص کا نور بہتا ہی رہا سدایہ ناسور کرنا ہے مجھے ترا ہے نہ کر رکنا ہے ہمارے دل کو معور بے نوش نہیں ہے نیش زہنور شمع جالس ہے شفا طور کچھ تخت سے کم نہیں پرور بندہ ہے سمجھ میں اپنی جھور </p>
---	--

تو عشق کا رنگ کی سیر کر رنگ

و اصل ہے کوئی کوئی ہے بھور

چھوڑا نہ وضع مل گئے یوں
ہیں بیل و گل بھادیا و دن



کوئی دم میں یہ زندگی بھلا ہے
یہ چشم نہیں ہے نقش پا ہے
کر لی بل میں خدا بھی جانے کیا ہے
تو جان یہ خانہ خدا ہے
عقصر یہ حباب پر کھلا ہے
تو مجھ کو بتا کہں چھا ہے
یہ دھم تر کہ ہر گیا ہے
تیرے دل میں اگر صفا ہے
کسکے وہ منیاں میں گپ ہے

اس زلیست کا اعتبار کیا ہے
گزارا ہے نظر سے ایک عالم
عالم تک ادھر تو دیکھ سنے تو
پاتا تو ہے دل کے تین دیکھیں
چہ ویر فنا ہے حاصل چشم
چہ ویر فنا ہے تو یہ عالم
شاید اس کا پیدا پار ہے
جی تو نہ منہ کسی سے مت پیر
یہ باتیں خبر نہ میں ز دل کی

ہر میرے تین سہن دل کا
میرا تاجون ہے دل کا

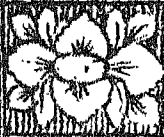


کس کا چہ سحر تو تک یہ نیرنگ
یہ سو سے زمین پہ آب و رنگ
آئینہ کے دل میں ہر ہر رنگ
پکھلا ہے شراب بر دل رنگ
ہستے ہے مگر ارادہ جنگ

تو کہ رنگ میں ہر جو رنگ
سے رنگ ہمارے جی سے
برکس سحر صفا کو اس کے
ای شیشہ گر ان نہیں یہ بیٹا
تو ہے تو صبح غنیمت سے تو

وہ بکے مجھے دیکھ کر کیا ڈر
گر مجھ سے تو ہر راز فرسنگ
پے نے سے زیادہ تر فوٹا ہنگ
تو عقدہ کشا سے خا ہر تنگ

حیرت کا سر سے تو یہ اثر ہے
میں ہو یوں خیال کی طرح وان
کرتا ہے یہ دل تو زور نالی
میں غمخیز دل گرفتہ دل



جو تم مجھے شکفتہ دل رکھ
مستحق سے اپنے منقول رکھ



اک جا نہ کہیں تیرا کرنا
ایہ ہر بے صبا گدا کرنا
پچھ تو ادھر سے وار کرنا
سیرا ہے تک انتظار کرنا
میرے تئیں سنگار کرنا
عاشق سے انہیں تیار کرنا
انچہ تئیں یوں نزار کرنا
بیفا نہ انتظار کرنا
زلفوں میں نہ شانہ بیکر کرنا

عاشق ہے اور اضطراب کرنا
ہم بھی مین امیدوار ہو کے
اے عشق قسم ہے قتلگم مین
دل اوسکے گلے کو جب چلے تو
مینا کو نہ توڑ محتسب تو
ظالم چین ترے یہ چشم قاتل
ہو میرے سوا یہ کس سے ناحق
اے وعدہ خلاف تک ملک تہ
آشفقہ دیون کو مت ستانا



دوست ہے اون سے جو ہو دل
مت ٹوٹ پڑے کوئی گہو دل



دیکھا تو عجب کا درد سہوتا
تھا دل ہی مرا کہ وان سپر تھا

مت تئیں عشق دل پر درختا
آنکھوں نے جد ہر کی نیزہ بازی

رحمی نہی تیرے نگہ کا
ہوتا تھے کون اوس شر کے
پوچھا میں کہ دل کو کیوں وجاڑا
میں ہم بے صبا تر سے لگو ہوا
خود پہ پہے کیوں چمکتا
یوں رو بہ قول میں ہے جگر
ی و در جہان کہیں میں دیکھا

جو زخم تھا سو وہ کارگر تھا
سیرا ہے تو یہ دل و جگر تھا
کہنے لگا غیب اپنا لکھ رہا
سرت سے ارادہ سفر تھا
تجہ میں ہی کہو تو کچھ اثر تھا
جہ میں تو عیب نے سہر تھا
وہ مارا ہے جلوہ گر تھا



خاموشی ہو مت جتا کسو کو
آتا ہے نظر خدا کسو کو



وال حضرت : میرور علیہ الرحمۃ تذکرہ میر حسن علیہ السلام لکھا گیا
سر آمد ادبیا و مشاخرین سخیل کلاذین جہیدہ عصر مغربی و عصر
شعبہ تعلیم فقر و قناعت واجب الاطاعت ماہ کامل قلاک
شب زندہ داری نیز اعظم سائے نگو کاری سجو گردا
یوم فضلی و کمال نماز نیاز گزار مصلایے کمکشان تمثال واقف
سوز و اندیشہ نیرم سوز و گداز جبرہ کش شراب معرفت اند خندانہ طریقت
صاحب مذاق و در محبت واقف لذات کربا الفت محکم خلاصے
احمد و سیم گلشن آہ سر و عار و تباہی و لی حق آگاہ تر کا چشم
خان مردک دیدہ ایمان چلک کش گوشہ صبر و رضا عزت گزین
یک دنیا سخیل اہل مراقبہ مجاہد نفس صاحب سقا حقیقہ عارفانہ

رب قدر جناب فضائل بآب خواجہ میر المخلص در دخلت
 الرشید زبدہ کلام اکابر صاف باطن نیک نظر خواجہ محمد ناصر
 متخلص عند سبب باشندہ قدیمہ و اختلافتہ شایعہ آبا و اجداد
 انکی نسبت پاک کا فقر امین سید بہار الدین نقشبند اور امرا میں
 ثواب مغفرتان سے جو عہد حضرت جہانگیر بادشاہ غازی میں سردار
 نامی تھے ملتا ہے اور اہل مال میں والد فقور انکے منصب دار
 بادشاہی تھے لیکن جب دنیا کو ترک کیا اور کوٹہ سلوک میں
 قدم رکھا اول گلچین گلشن بنجار حضرت شیخ المشائخ شیخ سواد
 المعروف بابہ گلشن قدم سہ الغریز کے ہوئے اور ایک شاہ
 رہنمائی شیخ صاحب موصوف سے ہزاروں جہاد نفس اور تصفیہ
 باطن کے لیے جب خلص خاریزدار دور ہوا اور بوعکلم مراد فنا
 فی اللہ سے مسرور ہوا حسب احکام شیخ مدوح حضرت خواجہ محمد زبیر
 علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت سلسلہ
 نقشبندیہ میں حاصل کر کے بخوبی علم باطن سے ماہر ہوئے میر درد
 صاحب نے بعد نقونما پہلے علم فارسی وغیرہ بقدر ضرورت اور
 فنون سپاہگری اور علم موسیقی کو حاصل کیا چندے روزگار پیشہ
 رہے آخر جب حصول دولت فقر پر طبع مائل ہوئی اپنے والد
 ماجد سے بیعت کر کے اوسی سلسلہ میں داخل ہوئے علوم دینی کو
 فقہ حدیث شریعت میں کمال حاصل کیا من بعد مجاہد نقشبندی کی طرف

بانی دولت کبود کار به سر مشیخ یار دما سواد

ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین
ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین
ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین
ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین
ایستاد و نامور از دین و دین	ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین

ایستاد و نامور از دین و دین



